بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۵ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ

۲ اپریل ۱۹۷۱ء

جلد ۱۶
شمارہ ۴۳

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

سرپرست
حضرت مولانا عبیداللہ انور

مدیر
مجاہد الحسینی

پاکستان کی سلامتی کیلئے صدر یحییٰ کا اقدام

اسلام اور قائداعظم کے خلاف لٹریچر شائع کرنے کی ممانعت

صدر مملکت آغا جنرل محمد یحییٰ نے ملکی حالات کی سنگین صورت کے پیش نظر عوامی لیگ کو خلافِ قانون قرار دے دیا ہے اور پورے ملک میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عاید کر دی ہے۔

خدام الدین کے گزشتہ شماروں میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ حضرات قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں ــــ ہم نے ۲۶ فروری کے شمارہ میں لکھا تھا کہ سیاست دانوں کی عاقبت نا اندیشی کے باعث ملک خطرناک قسم کے سیاسی بحران کی لپیٹ میں آ گیا ہے ملکی سالمیت کے تحفظ کی خاطر صدر مملکت آغا جنرل محمد یحییٰ کو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں تأمل نہ کرنا چاہیے ــ چنانچہ انہوں نے سیاست دانوں خصوصاً شیخ مجیب الرحمٰن کو افہام و تفہیم کی راہ پر لانے اور معقول رویّہ اختیار کرانے کے لیے نرم سے نرم جو بھی ممکن کوشش ہو سکتی تھی بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اور ۲۶ مارچ کی شام کو اپنی نشری تقریر میں جن خیالات کا اظہار کیا وہ پاکستان کے کروڑوں عوام کے دلوں کی آواز تھی ــــ

سیاست دانوں خصوصاً مشرقی پاکستان کے ضدی، ہٹ دھرم اور اپنے غلط مؤقف پر فولاد کی طرح قائم رہنے والے رہنماؤں کے طرزِ عمل کے باعث ملک میں قتل و غارت گری، لوٹ مار اور افراتفری و بے چینی کی جو خطرناک فضا قائم ہو گئی تھی اور ہر طرف مایوسیوں اور اضطراب کے وہ سیاہ بادل چھا گئے تھے وہ چھٹ گئے ہیں اور اس کی جگہ اعتماد، یقین اور سلامتی کی فضا قائم ہو گئی ہے۔ ہر شخص نے اللہ کا شکر ادا کیا ہے کہ پاکستان بچ گیا ــــ اور اس کی سالمیت کو جو خطرہ لاحق ہو گیا تھا وہ ٹل گیا ــــ خدا کے فضل و کرم اور اس کی نصرت و امداد کے ساتھ صدر مملکت آغا جنرل محمد یحییٰ نے بروقت قدم اُٹھا کر ملک کو ہر قسم کے سنگین خطرات سے بچا لیا ہے۔

صدر مملکت نے اپنی تقریر میں اسلام اور قائداعظم کے خلاف مضامین یا لٹریچر شائع کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی ہے۔ صدر مملکت کا یہ اقدام اسلامی مملکت کی اساس اور اس کے بانی قائداعظم کی عزت و عظمت کے تحفظ کے لیے باعثِ اطمینان ہے۔

دستور ساز اسمبلی کے قیام کے مرحلہ میں بھی صدر مملکت آغا محمد یحییٰ نے یہ اعلان کیا تھا کہ اسلام اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف اگر کوئی قانون مرتب کیا گیا تو اسے منظور نہیں کیا جائے گا۔ آج پھر انہوں نے اپنے انہی پاکیزہ خیالات کا اظہار کر کے پاکستان کے کروڑوں عوام کی دلی ہمدردیاں اور دعائیں حاصل کر لی ہیں۔ انھیں یقین ہے صدر مملکت اسلام کے نفاذ اور پاکستان کی سلامتی کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں گے۔

ہم اپنے ادارہ کی جانب سے بھی اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ اسلام کی ترویج و اشاعت اور ملکی سالمیت کے لیے جو بھی اقدامات کیے جائیں ہماری تمامتر عملی کوششیں اور دلی اس مقدس مقصد کے حصول کے لیے وق

خطبہ جمعہ

مقصدِ تخلیقِ کائنات

مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم کی عدم موجودگی میں ۱۴؍محرم الحرام ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۲؍مارچ ۱۹۷۱ء کو جامع شیرانوالہ لاہور میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ خلیفۂ مجاز حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ نے خطبہ جمعہ سے پہلے مندرجہ ذیل تقریر ارشاد فرمائی۔ (محمد عثمان غنی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۃ (البقرہ ۲۹)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔

میرے بزرگو، دوستو اور بھائیو! جو موجد کسی چیز کی ایجاد کرتا ہے وہی اس کے بناؤ اور بگاڑ کا بھی انتظام جانتا ہے۔ اگر ایک موجد کسی چیز کی ایجاد تو کر ڈالے لیکن ساتھ ہی اس کے بناؤ اور بگاڑ کا کوئی اہتمام نہ کر پاتے تو اس کی ایجاد کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر خریدنے والا وہ چیز خرید لے اور وہ بگڑ جائے تو اس کو لازم یہ ہے کہ اس موجد کی ہدایات پر عمل کرے تاکہ وہ ایجاد اپنا مقصد پورا کر سکے۔ اگر ایک موجد نے چیز ایجاد کی۔ اور ساتھ ہی اس کے بگڑنے اور سنورنے کے قواعد اور ضوابط بھی بنا دیے۔ اور کسی خریدار نے اس چیز کو خریدا، اس کے بگڑنے پر بجائے اس کے کہ وہ موجد کی ہدایات سے فائدہ اٹھائے۔ اس نے اپنے ہی ذہن سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کی یا موجد تو کوئی اور تھا لیکن کسی دوسرے سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہ چیز کبھی بھی اس کو فائدہ نہیں دے سکتی۔ یہ دنیا کا ایک مسلمہ قاعدہ ہے، کوئی بھی عقلمند اس قاعدے کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اس کی موٹی سی مثال سمجھ لیجئے۔ گھڑی ایک آلہ ہے۔ ایک موجد نے گھڑی کو ایجاد کیا کہ یہ آلہ وقت بتا دیگا۔ ساتھ ہی اس نے بتا دیا کہ اگر یہ گھڑی خراب ہو جائے تو اس کی یوں اصلاح کی جائے۔ ایک آدمی نے بہترین گھڑی خریدی لیکن وہ چلتے چلتے رک گئی۔ اب عقل کا تقاضا کیا ہے؟ کہ وہ ان ہدایات کی روشنی میں اپنی گھڑی کو درست کرے جو موجد نے مدون کی ہیں یا اپنے ذہن سے اختراع کرے یا کسی اور چیز کے موجد سے مشورہ لے؟ عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس نے گھڑی بنائی اس نے جو ہدایات دی ہیں ان کو سامنے رکھ کر اس گھڑی کی اصلاح کرے۔ اگر بجائے کسی گھڑی ساز کے وہ کسی حجام سے مشورہ لیتا ہے کہ بھائی! میری گھڑی بگڑ گئی ہے اسے میں کس طرح درست کروں؟ تو حجام مشورہ دے سکتا ہے گھڑی کی درستگی کا؟ یا وہ کسی صابون ساز کے پاس چلا گیا کہ بھائی! تم صابون بنانے میں بڑے ماہر ہو، تم نے بڑے خوشبودار صابون بنائے، یار میری گھڑی بگڑ گئی ہے، اس کی بھی تم اصلاح کرو۔ اب اگر وہ صابون ساز سمجھدار ہے تو وہ کہے گا۔ بھائی تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ مجھ سے مشورہ لینا ہے تو صابون کے متعلق لو، گھڑی کا مشورہ کسی گھڑی ساز سے لو۔

میرے بزرگو اور بھائیو! یہی حال صناع عظیم، خالق کون و مکان، رب العالمین، احکم الحاکمین کی ایجادات کا ہے۔ یہ، آپ یہ سارے انسان اور ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے پیدا کی۔ اس اللہ نے کائنات کو پیدا کر کے پھر یونہی چھوڑ دیا؟ پودا بنا تو دیا لیکن پودے کے پتے نکلنے کا وقت متعین نہیں کیا؟ پودے کی کلیاں نکلنے کا وقت متعین نہیں کیا؟ خزاں اور بہار کا وقت متعین نہیں کیا؟ کوئی اور آئے گا؟ جس اللہ نے پودے کو پیدا کیا اسی اللہ نے پودے کو ہدایات دیں کہ فلاں موسم میں تو نے اپنے پر و بال نکالنے ہیں اور فلاں موسم میں تو نے بالکل مرجھا ہی جانا ہے۔ تیری طاقت نہیں ہے کہ اس نظام سے تو آگے پیچھے ہو سکے۔ جس خلاق عظیم نے پہاڑوں کو، دریاؤں کو، حیوانوں کو پیدا کیا۔ حتیٰ کہ شمس و قمر کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور ان کی راہوں کو متعین کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ فرمایا۔ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝ (یٰسین ۴۰) سورج کی کیا مجال ہے کہ وہ میرے حکموں سے سرتابی کر جائے۔ یہ کائنات اسی نظام پر چلتی ہے جو میں نے اس کے لیے مدون کیا۔ کیونکہ خالق بھی میں اور اس کو سنبھالنے والا، تھامنے والا بھی میں۔ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ۔ حیات بخشنے والا، سنبھالنے والا رب العالمین ہے۔ جس نے قیومیت بھی اسی نے پیدا کی، پیدا اور کرے، تھامے اور؟ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ جو بنانے والا ہے وہی سنبھالنے والا ہے۔ جو بنانے والا ہے وہی بگاڑ کو درست کرنے والا ہے۔ تو جب کائنات ساری کا یہ حال ہے تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے کیا رب العالمین نے اسے یوں ہی بے لگام چھوڑ دیا ہوگا؟ کہ پیدا تو میں نے کیا۔ یہ تیرے کان، آنکھیں، ناک، ٹانگیں، دل اور دماغ میں نے پیدا کیا۔ لیکن دیکھنا ان کو استعمال کرنے کے لیے کسی اور کے دروازے
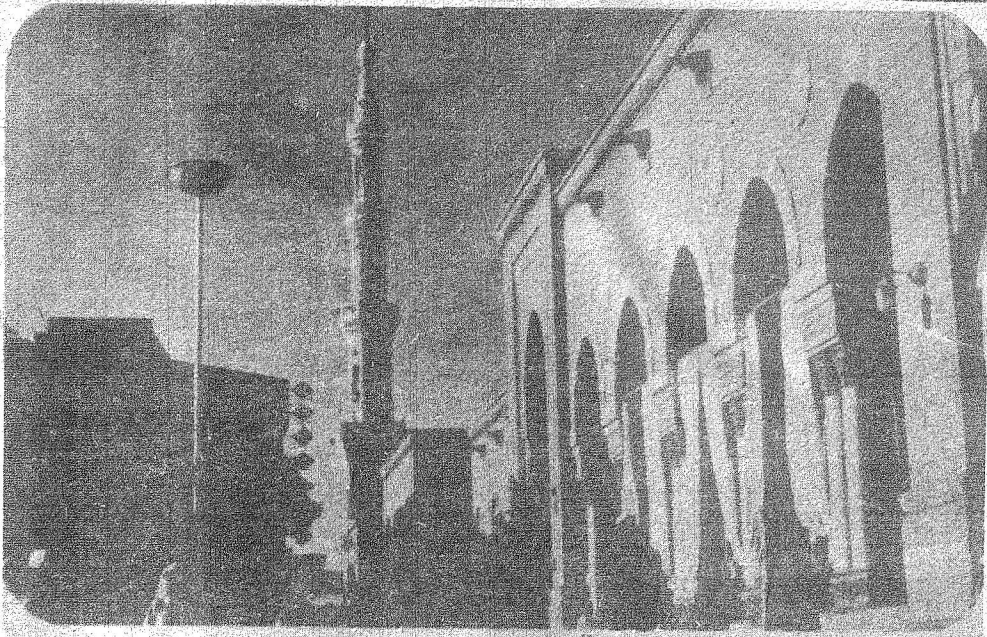
پر چلا جانا — یہ تو نہیں ہے —— اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ٥ (المومنون ۱۱۵) کیا تم سمجھے بیٹھے ہو ؟ ہم نے تمہیں ویسے ہی پیدا کر دیا ؟ نہ نہ ، تمہیں پیدا بھی کیا اور تمہارے لیے نظامِ حیات بھی مدون فرمایا اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط (اعراف ۵۴) خالق بھی اللہ تعالیٰ اور آمر بھی اللہ تعالےٰ - اس کی حکمت سے جو راہ متعین ہوگی وہ بندے کے لیے مناسب اور مفید ہوگی اور اللہ کے علم اور حکمت کے خلاف بندہ جو راہ خود متعین کرے یا اُس کے لیے کوئی اور متعین کرے ، وہ گمراہی کی وادیوں میں بھٹک کے ہی رہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو پیدا فرمایا۔ پیدا فرماتے ہی اس کی راہنمائی کے اسباب بھی پیدا فرما دیے۔

دیکھیے ! سب سے پہلے انسان اس دنیا میں آنے والے کون ہیں ! سیّدنا آدم علیہ السّلام — پہلے نبی بھی حضرتِ آدمؑ ۔ یعنی انسان پر ایسا کوئی وقت نہیں گزرنے دیا کہ انسان دنیا میں تو آگیا لیکن اُس کی راہوں کو متعین کرنے کے لیے ، انسان کسی اور کی طرف نظر اُٹھاتا رہے ؛ یہ نہیں — انسان کو پیدا فرمایا ، سب سے پہلے انسان آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اُن کو سب سے پہلا نبی بنایا - حضرت آدمؑ جب تشریف لاتے ہیں ، آپؑ کو نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے کہ یہ نہ ہو کہ آدم کی اولاد دنیا میں پھلے پھولے لیکن رہنمائی کسی اور سے حاصل کرے ۔ فرمایا جس طرح میں نے تیرے بدن کے لیے سامانِ معیشت پیدا فرمایا اسی طرح میں نے تیرے بدن کی فرمانروائی کرنے والے روح کے لیے بھی سامان مہیا فرما دیا - تیرے بدن کا مربی بھی میں اور تیرے رُوح کا مربی بھی ہوں - بدن کی تربیت کے لیے ساری کائنات پیدا فرمائی ، خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا (بقرہ ۲۹) یہ چاند ، یہ سورج یہ ساری کائنات انسان کے بدن کی تربیت کرتی ہے اور رُوح کی تربیت کے لیے خداوندِ قدوس نے انبیاء اور رُسُل علیہم السّلام کو مبعوث فرمایا - دونو طریقے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ساتھ چلائے اور یہ بتایا کہ جب کبھی تم میں بگاڑ آئے

MEDINA - The Prophet's Mosque Bab Al Salam. المدينة المنورة - الحرم النبوي الشريف باب السلام

تو تم اپنی طرف سے اختراع نہ کرنا ، تم اُس ذاتِ بابرکات سے پوچھنا ، اُس سے روشنی حاصل کرنا جو میرے انوارِ وحی کا مہبط ہے ، جس کو میں نے اپنے کلام سے مشرف کیا ، تم اُس کی بات کو ماننا اپنی طرف سے کچھ نہ کہنا۔

نوح علیہ السلام کو آدمِ ثانی کہا جاتا ہے - آپؑ کے زمانے میں قحط پڑتا ہے ، بدحالی ہو جاتی ہے ، قوم آپؑ سے پوچھتی ہے ، آپؑ قوم کو نورِ وحی کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں ؟ ——

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ٥ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ٥ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ٥

(نوح ۱۰ تا ۱۲)

نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میری قوم ! اس بدحالی اور قحط سالی کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا - میرا رب یہ فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ، اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگ لو ، اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ٥ وہ تو بخشنے والا ہے ہی ہے - جب تم نے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگیں تو تمہاری روحانیت درست ہو جائے گی اور جب روحانیت درست ہو گی تو تمہارے لیے مادیت کے راستے بھی کھول دیے جائیں گے - اور پھر وہ کیا ہو گا ؟ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ٥ آسمان سے پانی برسے گا وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ ، تمہیں بیٹے دے گا تمہیں جائدادیں دے گا ، تمہارے لیے باغات بنائے گا ، تمہارے لیے دریا اور نہریں جاری کر دے گا - مگر وہ قوم جو اللہ کو خالق کسی معنے میں مانتی ہو گی لیکن اس بات کو نہ سمجھ سکی - اُنہوں نے کیا کہا ؟ کہ اے نوحؑ ! تو یہ کیا کہہ رہا ہے ! چنانچہ نبی علیہ السلام شکوہ فرماتے ہیں - مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ٥ او ظالمو! تمہیں خدا کی بات پر اعتبار کیوں نہیں ؟ سب کی بات مانتے ہو اور اللہ کی نہیں مانتے ؟ جس کا عقل سیکنڈ میں بدلتا ہے اُس کی بات تو مان لیتے ہو اور جو اُس کا بھی خالق ہے ، تمہارا بھی خالق ہے ، اُس کی بات کو تم نہیں مانتے ! اللہ کی بات کا تمہارے ہاں وزن ہی کوئی نہیں ؟ ——

جیسے آج کسی سے کہہ دیا جائے " بھائی نماز پڑھا کرو ، حالات درست ہو جائیں گے یہ ہمارے تبلیغی بھائی دربدر پھرتے رہتے ہیں ، اللہ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے اور مجھے بھی آپ کو بھی ان کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے - جب کسی سے بات کرتے ہیں تو وہ کیا کہتا ہے " او جی نماز تے پڑھساں ، کوئی ہور گل وی دسّو " - کوئی مشکل میں پھنسا ہوا آدمی کسی اللہ والے سے ملتا ہے ، وہ کہتا ہے بھائی توبہ کرو ، اللہ سے تعلق قائم کرو ، ساری چیزوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے ، جسے وہ دینا چاہے کوئی چھین نہیں سکتا ، جس سے وہ چھین لے کوئی دے نہیں سکتا۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میرے اللہ ! جس کو تو دینا چاہے کوئی نہیں روک سکتا اور جسے تو نہ دینا چاہے کوئی دے ہی نہیں سکتا ——

تو کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرو ، ساری طاقت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے ، بات نہیں مانتا کوئی بھی " جی وہ تو کریں گے ، سفارش کرو کہیں سے نوکری

مل جائے، کوئی اور کام ہو جائے، یہ تو کریں گے ـــ یہ تو کریں گے کسی وقت۔ پہلے بندے کی بات ماننا ہے، اللہ کی بات پھر بھی آج مسلمان کو یقین نہیں ہے۔

تو ربّ العالمین نے مجھے، آپ کو پیدا فرما کر، اقوام عالم کو پیدا فرما کر، ساری انسانی کائنات کو پیدا فرما کر ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اے دُنیا والو! دیکھ لیجئے کہ جو میثاق اللہ تعالیٰ نے لیا یوم ازل میں، یوم الست میں ـــ دو میثاقوں کا ذکر قرآنِ مجید میں آتا ہے ـــ

ایک میثاق ہے ربوبیت پر ایمان کا، اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی ۚ (اعراف ۱۷۲) پوچھا کہ اے کائناتِ انسانی! (سب سے پوچھا) اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا تم مجھے اپنا رب نہیں مانتے؟ رب فرمایا۔ آج سارا جھگڑا ہی ربوبیت کا پڑ رہا ہے۔ رب۔ پالنے والا کون ہے؟ اِلٰہ نہیں فرمایا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ جس چکر میں تم جا کر پڑو گے ابھی میں تم کو سمجھا دیتا ہوں، جب تمہارے ساتھ بدن چمٹ جائے گا۔ رُوح و مادیت کا امتزاج ہو جائے گا، پھر تم ایک چکر میں پڑ جاؤ گے۔ اس لیے ابھی میں تم کو سمجھاتا ہوں۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہاری تربیت کرنے والا نہیں ہوں؟ قَالُوْا بَلٰی، بیشک، کیوں نہیں؟ اللہ! تو ہماری تربیت کرنے والا ہے۔ یہ عہد لیا ربّ العالمین نے تربیتِ ذاتِ الٰہی کا، کہ میں تمہارا مربّی ہوں۔ اب میری تربیت کے طریقے کون بتلائیں گے؟ وہ سورت آلِ عمران میں فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ (آل عمران ۸۱) کہ میں نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں بتلاؤں گا وہ لوگوں تک پہنچاؤ گے اور پھر ساتھ یہ بھی فرمایا کہ لوگوں کو یہ بات بھی سمجھانا کہ سب سے آخری اور کامل جو ہدایت میں دُنیا کے لیے بھیجوں گا جب وہ ہادیٔ برحق (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئیں تو یہ سارے کے سارے لوگ اُس وقت موجود ہوں تو اُس نبی پر ایمان لائیں، اُس کو تسلیم کریں۔

جو ہمارا آپ کا ساری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، ربّ العالمین جلّ جلالہٗ و عزّ اسمہٗ، اُسی ربّ العالمین نے یہ فرمایا کہ دیکھو! تمہیں میں نے پیدا کیا، ساتھ ہی تمہاری رہنمائی کے لیے میں نے انبیاء اور رُسُل بھی پیدا کر دیئے۔ تم اگر دُنیا میں کامیاب زندگی چاہتے ہو تو ان نبیوں کی بات ماننا، ان نبیوں کے اختیار کردہ راستے پر چلنا کیونکہ نبیوں کو ہر وقت ربّ العالمین پر اعتماد رہتا ہے۔ نبی کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے خالی نہیں ہو سکتا یاد رکھیں مسئلہ، یہی عصمت کا مقام ہوتا ہے۔ کسی بھی مقام پر اگر (نعوذ باللہ) نبی کو اپنے نظریے پر خود یقین نہیں تو وہ لوگوں کو کیا دعوت دے گا؟ ـــ نبی کو ہمیشہ اللہ کی ذات پر اعتماد، نبی کے سامنے ساری کائنات ٹل سکتی ہے مگر جو اللہ فرما دے اُس میں ایک ذرہ بھی فرق نہیں ہو سکتا۔ نبی کے حالات بالکل مخالف کیوں نہ ہو جائیں، سارے حالات مخالف ہو جائیں، کوئی توقع نہ ہو حالات کے بننے کی، مگر پھر بھی نبی اللہ کے وعدے پر بالکل یقین رکھتا ہے، قرآن مجید اس پر گواہ ہے۔ دیکھ لیجئے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بحیرۂ قلزم کے کنارے پہنچتے ہیں اور پیچھے سے فرعون اپنی پوری فوجوں کو لے کر جمع ہو جاتا ہے، اندازہ لگائیں عالمِ اسباب میں اور کوئی سبب ہے؟ سامنے بحیرۂ قلزم، اُس میں نہ کوئی کشتی ہے نہ کوئی لانچ ہے نہ کوئی جہاز ہے اور نہ وہ تیر سکتے ہیں، کتنا تیریں گے؟ اور پیچھے فرعون اپنی پوری فوجوں کے ساتھ غضب آلود آنکھوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ قرآن مجید نقشہ پیش فرماتا ہے فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ ـــ جب آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ لیا دونو گروہوں نے ایک گروہ کا ہادی کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ، اور دوسرے گروہ کا ہادی کون ہے؟ اللہ کا دشمن فرعون۔ فرعون کی نظر عالمِ اسباب پر ہے کہ یہ میرے پاس اتنی فوج، یہ مسلح فوج! ابھی موسیٰ اور اُس کی قوم کی تکّا بوٹی کر دے گی۔ لیکن کلیم اللہ کے سامنے کونسی چیز ہے؟ ربّ العالمین کا ایک وعدہ ہے ـــ اسباب نہیں ہیں ـــ اسلام اسباب کے حق میں ہے، یہ نہیں ہے کہ اسباب نہ ہوں، لیکن نظر اسباب پر نہ ہو، نظر خالقِ کائنات پر ہو، نظر مسبّب الاسباب پر ہو، وہ چاہے تو سببوں کو توڑ دے وہ چاہے تو بلا سبب کامیاب کر دے ؎

مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

سببوں کے محتاج ہم آپ ہیں، وہ سببوں

کا محتاج نہیں۔ اب دیکھئے سامنے بحیرۂ قلزم ہے، پیچھے فرعون کی فوجیں ہیں۔ درمیان میں کلیم اللہ ہے، قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۚ اب قوم کیا کہتی ہے! اے موسیٰ! اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۚ دو حروف تاکید۔ اِنَّا، بیشک، لام تاکید یہ۔ اب تو ہم پھنس گئے، پیچھے جاتے ہیں تو فرعون ہے، آگے جاتے ہیں تو بحیرۂ قلزم ہے، ڈوب گئے۔ نبی علیہ السلام کا اعتماد دیکھئے۔ قَالَ كَلَّا ۚ خبردار! کیا کہتے ہو؟ "موسیٰ! کس چیز پر اعتماد ہے؟ پاس تو چھوٹی سی لاٹھی ہے، اور ہے ہی کچھ نہیں، اعتماد کس پر ہے؟" قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۚ (الشعراء ۶۲) میرا رب میرے ساتھ ہے، ابھی میری رہنمائی کر دے گا۔ تم اسباب کو سوچتے ہو، میری نظر مسبّب پر ہے اور مسبّب پر مجھے پورا یقین ہے۔

(باقی آئندہ)

مجلسِ ذکر

زنگ آلود دلوں کے لیے صیقل

کثرتِ ذکرُ اللہ

مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم کی عدم موجودگی میں ۱۳ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۷۱ء کی مجلس ذکر حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ نے کرائی اور ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ (محمد عثمان غنی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ــ

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ۗ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ (جمعہ ۲ تا ۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے اور دوسروں کے لیے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! الحمد للہ ہم سب نے اللہ تعالٰے کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ اس کے دربار شہنشاہی میں حاضر ہو کر حضرتؒ کے بتائے ہوئے طریقے پر ذکرِ الٰہی کیا اللہ ہم سب کو اس کی برکات نصیب فرمائے اور کسی شامتِ اعمال کے باعث اس نعمت سے محروم نہ فرمائے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جن خوش بختوں کا تعلق ہے وہ بہت بڑی سعادت کے مالک ہیں جس طرح کہتے ہیں نا غریب نواز، اس لفظ کے بالکل صحیح معنوں میں مثالی نمونہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے ــــ اپنے ملنے والوں پر حد سے زیادہ شفیق اور مہربان تھے۔ اتنی شفقت میں نے کسی میں نہیں دیکھی۔ ہمارے سارے اکابر شفیق ہیں لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو اتنے شفیق تھے جس کی حد ہی کوئی نہیں۔ حضرتؒ کے جانشین، ہمارے موجودہ مقتدار اور پیشوا حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ہیں وہ سارے آثار اور برکات ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ ــ بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے ــــ یہ واقعی حقیقت ہے کہ حضرت مولانا اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہٗ کے راز ہیں اور جتنے کمالات حضرتؒ کے ہیں وہ سارے کے سارے ان کی ذات میں منعکس ہو چکے ہیں۔ یہ شفقت بھی سنت ہے اور سیرت کا ایک پہلو ہے ــــ سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے نبیؐ! میں عمرہ کرنے کے لیے جا رہا ہوں مجھے اجازت مرحمت فرمایئے۔ (حدیث ہے صحیح) آپؐ فرماتے ہیں کہ تجھے اجازت ہے۔ جا، عمرہ کر، لیکن ایک میری بات بھی سن لے۔ وَلَا تَنْسَانَا فِیْ دُعَائِکَ یَا اُخَیَّ اَوْ یَا اُخَیَّ۔ اے میرے چھوٹے بھائی! دیکھنا، اپنی دعا میں ہم کو نہ بھولنا۔ مشکوٰۃ کی حدیث ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عمر فاروقؓ سے فرمایا کہ جب تو عمرہ کرے گا اور ان مقامات میں پہنچے گا جہاں اللہ تعالٰے دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں تو دیکھنا، ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔

میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ہمارے اکابر میں جو اصاغر نوازی ہے یہ فقید المثال ہے۔ جن دوستوں کو ان بزرگوں کے ساتھ تعلق کا شرف حاصل ہے اس تعلق کو وہ غنیمت سمجھیں، ایسا مصلح، ایسا ہادی، ایسا مربی پھر نہیں ملے گا۔ اپنی تربیتیں کرا لیجئے، ذکر میں مداومت کیجئے، اللہ تعالٰی کو یاد کیجئے۔ جو جو اسباق حضرتؒ نے فرمائے ہیں ان کو پکا کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تیری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ اسم رب کا ذکر بھی عبادت ہے۔ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ؕ ۝ (مزمل ۸) بلکہ یہ ابتدائی عبادات میں سے ہے کہ اپنے رب کا نام لیتا رہے۔ تو جو صرف لسانی ذکر کرے یہ بھی بہت اونچی عبادت ہے اور باقی کے بھی جو ذکر کے اقسام ہیں جس کسی کو تعلق ہے حضرتؒ کے ساتھ یا کسی اور اہل اللہ کے ساتھ وہ جانتے ہی ہیں۔ جیسے ہمارے پنجابی میں کہتے ہیں۔ "ہتھ کار وَل تے دل یار وَل" ہاتھ سے کام کیجئے لیکن دل میں اللہ کی محبت کے بغیر، اللہ کے ذکر کے بغیر کسی کو جگہ نہ دیجئے۔ اور جب دل ذکرِ الٰہی سے منوّر ہو جائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ ساری کائنات آپ کی بدل جائے گی۔ پھر یہ جہان بھی مشرّف اور قبر بھی منوّر اور انشاء اللہ قیامت بھی منوّر ہو جائے گی۔

میرے دوستو اور میرے بھائیو! ہلاکت سے بچنے کے لیے جو طریق کار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا۔ میری اور آپ کی اسی میں فلاح ہے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت کے آخری دور کو وہی طریق کار درست کریگا جس سے میری امت کے پہلے دور کی اصلاح ہوئی ہے۔ تو اب آپ قرآن مجید کا مطالعہ فرما لیجئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو طریق کار تھا قرآن مجید نے اُسے چند مقامات پر ذکر فرمایا۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ق وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (جمعہ ۲) فرمایا کہ وہ قوم کھلی گمراہی میں مبتلا تھی اور اس قوم کی اصلاح کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جو طریق کار تھا وہ کیا تھا؟ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ، اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو پڑھ کر سنانا، وَیُزَکِّیْهِمْ، اور اُن کے باطن کا تزکیہ کرنا، وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ق اور اس کتاب کو سمجھانا اور دین کی باتوں کا سمجھانا، یہ تین طریق کار تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ جب تک باطن کا تزکیہ نہ ہو اس وقت تک نہ تعلیم کتاب مفید ہو سکتی ہے اور نہ ہی دنیا کا کوئی اور طریق کار مفید ہو سکتا ہے۔ دل سلطان الاعضاء ہے۔ جب تک دل کی اصلاح نہ ہو، یہ باقی کے سارے اعضاء دل کی رہنمائی کے محتاج ہیں اور دل کی اصلاح کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (رعد ۲۸) دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے۔ اگر ایک انسان متواتر آٹھ دس دن تک آنکھوں کو بند رکھے اور پھر آنکھیں کھولے تو اس کی بینائی میں یقیناً فرق آ جائے گا۔ اگر چلنے پھرنے سے پاؤں کو روک دے ایک مہینہ یا دو مہینے کے بعد وہ چلے گا تو لڑکھڑائے گا۔ ہاتھوں سے کام نہ لے تو ہاتھ بھی کچھ زمانے کے بعد معطل سے نظر آئیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس انسان کا سارا بدن اُس خوراک کا محتاج ہے جس خوراک کو رب العالمین نے اس کے لیے پیدا فرمایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق جب دل درست ہو تو سارا بدن درست ہوتا ہے، جب یہ فاسد ہو جاتے تو سارا بدن فاسد ہو جاتا ہے۔ آج اس دور میں ایک طرف گناہ کی فراوانی دیکھیے اور ایک طرف یہ بھی ذرا ملاحظہ فرما لیجئے۔ آج اس مادی دور میں جتنی ہم محنت کر رہے ہیں اُس کا نتیجہ کیا ہے؟ وہ محنت کس کے لیے ہو رہی ہے؟ مثال کے طور پر ہم نے ایک سڑک بنا دی کہ اس پر چلنے والوں کو آسانی ہو لیکن چلنے کا طریقہ نہیں بنایا۔ چلنے کا طریقہ تب آئے گا جب دل کی اصلاح ہوگی امن کے ساتھ اس طریقے پر چلے، نہ دائیں دیکھے نہ بائیں دیکھے نہ کسی کو دکھ پہنچائے نہ نقصان پہنچائے۔

تزکیہ باطن کو تعلیمات نبویہ میں سب سے اونچا مقام حاصل ہے ــــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ کَمَا یَصْدَأُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ۔ یہ جو دل ہیں ان پر زنگ لگ جاتا ہے۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے اگر توبہ کرلے تو وہ نقطہ ڈھل جاتا ہے توبہ نہ کرے، پھر گناہوں کا ارتکاب کرے تو اور نقطے پڑتے جاتے ہیں حتیٰ کہ سارے کا سارا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے ــــ تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا۔ اللہ کے نبی! مَا جِلَاءُهَا ــــ جب دل زنگ آلود ہو جائے، نیکی بدی کی تمیز نہ کر سکے تو ہم پھر کس طرح دلوں کو مجلّی اور مصفّی کریں، دلوں کی صیقل کیا ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْکَثَارُ ذِکْرِ اللّٰهِ۔ اللہ کا ذکر زیادہ کرو۔ جب تم اللہ کا ذکر زیادہ کروگے تو دل کی صفائی ہو جائے گی۔ جب دل کی دنیا بدل جائے گی تو پھر پاؤں مسجد میں آنے شروع ہو جائیں گے، آنکھیں قرآن پڑھنے میں لذت محسوس کریں گی، زبان اللہ کے ذکر سے متوثر ہو سکے گی، اور دماغ میں اللہ کے دین کی باتیں آتی جائیں گی۔

آج مسلمان بدی کو بدی نہیں سمجھتا بلکہ ایسا اُلٹا دور آ چکا ہے کہ نیک تو نیکی کرتے ہوئے شرماتا ہے لیکن بد بدی کرتے ہوئے شرماتا نہیں بلکہ بہادری سمجھتا ہے۔ تعلیم عام، فہم و تفہیم کے ذرائع بڑے وسیع لیکن سب چیزوں کے باوجود بدی بڑھ رہی ہے۔ بدی کو روکنے کی جو چیز تھی وہ کون سی تھی؟ دل کی اصلاح، اور اس کی طرف سے بے توجہی برتی جا رہی ہے۔

قرآن شریف میں جہاں جہاں رب العالمین نے عالم اسباب میں سبب اختیار کرنے کا حکم فرمایا ساتھ ہی فرمایا کہ میرا ذکر بھی زیادہ کرو۔ مثلاً سورتِ جمعہ میں فرمایا کہ تم جمعہ کی نماز کے بعد زمین میں پھیل جاؤ۔ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔ تجارت کرو، حتیٰ حلال کا مال تلاش کرو، لیکن وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (جمعہ ۱۰) تمہاری کامیابی اللہ کے ذکر میں ہے۔ پھر بھی اللہ کا ذکر زیادہ کرو۔ سورتِ انفال میں فرمایا۔ اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا، جب تمہارا مقابلہ کافروں کی فوجوں کے ساتھ ہو تو ثابت قدم رہو۔ لیکن تمہارا اعتماد اپنے اسلحہ پر نہ ہو، اپنی تعداد کی کثرت پر نہ ہو بلکہ کیا فرمایا۔ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (انفال ۴۵) میدان کارزار میں بھی میرا ذکر جاری رکھو، تمہاری کامیابی میرے ذکر میں ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو رب العالمین نے فرعون کے مقابلے میں بھیجا تو آپ کو کون سا ہتھیار دیا؟ ایک موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ایک آپ کے بھائی ہارون علیہ السلام ــــ دو ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ، جاؤ، فرعون کے سامنے میرا دین پیش کرو۔ ظاہر بات ہے تصور فرما لیجئے، اس وقت کی وہ مطلق العنان حکومت، فرعون بے عون، سارے مصر کا بادشاہ اور یہ دو مردانِ حق آگاہ، اللہ کے سچے نبی (علیہما الصلوٰۃ والسلام) موسیٰ علیہ السلام کے پاس صرف ایک لاٹھی ہے اور کچھ بھی نہیں ہے، کوئی سامان جنگ

حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک تاریخی تقریر

حکیم شمس الدین احمد قریشی، راولپنڈی

حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خطاب مسجد شہداء مکہ مکرمہ میں ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ کو شب جمعہ کے اجتماع میں بعد از نماز مغرب ہوا - ایسے موثر بیان کا ساتھ ساتھ قلمبند کرنا خاصا مشکل کام ہے تاہم یہ ادھورے اقتباسات بھی دینی دعوت کے مزاج کو سمجھنے میں انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گے - (مرتب)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم :-

میرے بھائیو اور دوستو! کامیابیاں دو قسم کی ہیں اور ناکامیاں بھی دو قسم کی ہیں - ختم ہو جانے والی اور ہمیشہ باقی رہنے والی - راحت ومصیبت، خوف و ہراس، فقر و غنا وغیرہ چیزیں شروع بھی ہوتی ہیں اور ختم بھی ہو جاتی ہیں -

درحقیقت کامیابی وہ ہے جو ختم نہ ہو اور جو شخص کچھ روز کامیاب ہو اور پھر ناکام کر دیا گیا ہو تو وہ شخص کامیاب نہیں - جو شخص کچھ عرصہ کے لیے بے مکان کے رہا اور کچھ روز فقر و فاقہ میں رہا مگر بعد میں مستقل طور پر اسے آرام مل گیا تو وہ حقیقت میں کامیاب ہے - اسی لیے اللہ تعالےٰ نے قسم کھا کر فرمایا۔ والعصر ان الانسان لفی خسر (الآیہ)

جن لوگوں نے حقیقی کامیابی کو حاصل نہیں کیا اور عارضی کامیابی کو کامیابی سمجھتے رہے - جب کامیابی اور ناکامی پر مہر لگائی جائے گی تو اس وقت وقتی کامیابی کا نعرہ بلند کرنے والوں کو پتہ چلے گا - فرعون، نمرود، قارون وغیرہ کی ناکامی پر مستقل مہر لگائی جائے گی کہ اب کبھی بھی ان کی ناکامی کامیابی کی صورت میں نہیں بدل سکتی -

محنتیں بھی دو قسم کی ہوں گی - کامیاب محنت اور ناکام محنت — کامیاب محنت عبادت کی محنت ہے اور پہلا قدم اس پر اٹھانا ہوگا کہ زمین و آسمان کی اشیاء میں کامیابی نہیں بلکہ عبادت میں ہے -

زمین و آسمان کی مشین سے جو کچھ شکلیں تیار ہوئیں اور ہو رہی ہیں ان سے پیٹھ کر کے نکلو اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے نکلو -

مؤذن اس بات کو پکار کر کہتا ہے کہ سامعین کو اس نداء و صدا کا جواب ویسے ہی کلمات سے دینا پڑتا ہے - اللہ تعالےٰ کے علاوہ سب چھوٹے ہیں اور ان تمام چھوٹوں سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے - اس آواز کو مسجدوں کے علاوہ دکانوں، کارخانوں اور مجمعوں میں لگاؤ - یہ تمام حکومتیں عرب و عجم کی چھوٹی ہیں - روس، امریکہ یہ سب چھوٹے ہیں - ان کی سیاست سے اور ان سے کچھ نہیں ہو سکتا - جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ رب العزت کی طرف سے ہوتا ہے -

دوسرا قدم کامیاب محنت کا دوسرا قدم یہ ہوگا کہ کسی کا طریقہ خداوند تعالےٰ کو پسند نہیں سوائے جناب محمد رسول اللہ علیہ السلام کے طریقے کے - حضور علیہ السلام والے اعمال سے اللہ تعالےٰ کامیابی دیں گے اس کا اعلان کروایا اشھد ان محمد رسول اللہ میں - اس آواز کو بھی ہر جگہ لگاؤ -

تیسرا قدم کامیاب محنت کا تیسرا قدم یہ ہے کہ کامیابی کے لیے عمل نماز ہے اور اس کا اعلان کروایا حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہلا کر -

کھیتوں والے، دکانوں والے، کارخانوں والے، کوٹھیوں والے، دفتروں والے، بارکوں والے جہاں ہزاروں قسم کے جنگی جہاز اور سامان ہیں ان سب سے نکلو اور یہ آواز لگا کر نکلو کہ کامیابی ان میں نہیں بلکہ کامیابی مسجد میں آ کر نماز پڑھ کر خدا سے مانگنے میں ہے -

اور قول بلا یقین کے معتبر نہیں اللہ تعالیٰ نے کہیں صرف قول کی آواز نہیں لگائی بلکہ ہر عمل کی آواز یقین کرنے والوں یعنی مومنین کو دی گئی نہ کہ منافقین کو -

یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ - یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ -

گویا دو تیاریاں کرنی ہیں ظاہری تیاری اور باطنی تیاری - جو کانوں سے سن رہے ہو اسے دل کا یقین بناؤ -

اب نماز کی نیت باندھ کر یہ یقین پیدا کرنا ہے کہ جنہیں ہم نے ہاتھ کے اشارہ سے پیٹھ کے پیچھے ڈالا ہے، ان سے پلنے کا ہمارا یقین نہیں بلکہ الحمد للہ رب العالمین پر ہے -

عزت والا، ذلت والا خداوند کریم بناتا ہے - آگ میں ڈال کر محفوظ کرنا اور سمندر میں بغیر سامان سے بچانا اسی کا کام ہے - جس طرح قیامت کو عیش و مصیبت کے نقشے بنیں گے خدا کے حکم سے ایسا ہی دنیا میں عزت ذلت کے نقشے بھی خدا ہی کے حکم سے بنتے ہیں -

شاہی کے نقشوں میں فقیری لانے والے اور عزت کے نقشوں میں ذلت لانے والے بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں - وہی گھر جو ایک وقت میں عیش کدہ ہے تو وہی گھر ایک وقت میں مصیبت کدہ بن جاتا ہے - کسی گھرانے کی عیش و مصیبت کے یا کسی شہر کی عیش و مصیبت کے یا کسی ملک کی عیش و مصیبت کے یا کسی امت کی عیش و مصیبت کے نقشوں کے فیصلے ایاک نعبد و ایاک نستعین سے ہوں گے، تیری ہی عبادت

کریں گے اور تجھ ہی سے سوال کریں گے۔ عبادت کے لیے بھی تیرے سامنے جھکیں گے اور مانگنے کے لیے بھی تیرے ہی سامنے جھکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا یقین کر کے اور اس کو قدرت والا مان کر اور اس ہی کی عبادت کر کے اس سے مانگنا ہے اسی کا نام ہے صراط مستقیم سیدھا راستہ۔

ابتلاء کا دور

اور جب عبادت میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے ملنے کا یقین نہیں آتا، تو ابتلاء کا دور آتا ہے۔ غیر اللہ سے ملنا بند ہو گیا اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کا دروازہ ابھی نہیں کھلا، یہ دور ابتلاء کا ہوتا ہے اس میں قناعت پہ گذارہ کرنا ہو گا۔ اب اس ابتلاء سے کامیابی کے بعد جب دروازہ کھلے گا تو جو چاہیں گے ملے گا۔ اس طرح لوگ جب اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا یقین پیدا کرنے اور عبادت کے راستہ سے دروازہ کھولنے کی محنت کریں گے۔

تو اس دور میں مجاہدہ کرنا پڑے گا تمام طاغوتی طاقتوں سے یقین ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہونے کا یقین پیدا کرنا ہے اور یہ سوائے مجاہدے کے نہیں ہو گا۔ وہ مجاہدہ کیا ہو گا کہ ہر شخص کا جو اپنے مسائل کے چلانے میں تجربہ اور مشاہدہ ہے اسے بدلنا ہے۔ کہ میری محنت اور تجربہ سے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ میرے مسائل کو حل کریں گے اور اس کا ضابطہ حضور نبی علیہ السلام کے طریقہ پہ عبادت ہے۔

اب زیادہ وقت اپنی چیزوں کے بجائے عبادت میں لگانا ہو گا اور ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق درست کرنا ہے توڑنا نہیں۔ بیوی بچوں کو قتل نہیں کرنا اور دکانوں کارخانوں کو ختم نہیں کرنا بلکہ انہیں اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق استعمال کرنا ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ ظاہری اعمال جن کو انسان دیکھتے ہیں ان سے قدرت کی معیت کا دروازہ نہیں کھلے گا بلکہ دل کے یقین پر جسے کوئی نہیں دیکھ رہا سوائے اللہ تعالیٰ کے، اس پر فیصلہ ہو گا۔ فیصلہ اس پر ہو گا جس کو خدا دیکھ رہا ہے اس پر فیصلہ نہیں ہو گا جسے انسان دیکھ رہے ہیں۔

حالانکہ حکم تو بیوی سے صحبت میں بھی خدا کو راضی کرنے کا تھا اور جب یہ انسان سجدہ اور رکوع میں بھی خدا کی طرف متوجہ نہیں ہو گا تو کس طرح اس کے لیے قدرت کے دروازے کھلیں گے۔ بیمار جب ہسپتال میں داخل ہوتا ہے تو اسے ڈاکٹر کچھ روز غذا کم کر دینے کا کہتا ہے مگر درحقیقت یہ کم کرنا کچھ روز کے بعد صحت یاب ہونے پر زیادہ کھلانے کے لیے ہے۔

پہلے لائن بدلنے کی محنت کرنی ہے اور لائن عبادت ہے۔ محنت کر کے لائن پہ پڑ جائیں تو اس کے بعد معاملات وغیرہ کو اختیار کریں۔

ایک حاجی سب کام سنت کے مطابق کرتا ہے۔ حاجیوں پہ خوب خرچ بھی کرتا ہے مگر عرفہ کو عرفات میں نہیں جاتا تو حج نہیں ہو گا۔ جڑ اور بنیاد کیا ہے کہ کامیابی کا مدار اعمال پر ہے، چیزوں پر نہیں۔ اور اعمال عبادت ہیں اور عبادت سے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر دل کا یقین پیدا کرنا ہے۔

دنیا کے نقشے

اب کمائیوں، کھیتوں، دکانوں، مکانوں اور حکومتوں کے جو نقشے چل رہے ہیں۔ وہ چیزوں کی بنیاد پر ہیں اگر مسلمان بھی چیزوں کی بنیاد پر حکومتیں اور تجارتیں وغیرہ بنانے لگیں، تو ہمارے اور یہود و نصاریٰ میں کیا فرق ہے۔ آج جس قدر مسلمانوں کی فوج مضبوط ہے اتنی کسی ملک کی نہیں مگر آج سے زیادہ مسلمان ذلیل نہیں ہوا کہ یہ ہر چیز میں دوسروں کے سہارے کھڑا ہے۔ چیزوں کی لائن سے کچھ روز کی وقتی کامیابیاں ملیں گی اور اعمال کی لائن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کامیابیاں ملتی رہیں گی۔

قربانی کے بعد ترتیب بدلا کرتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے ایک گھرانے نے قربانی دی تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ترتیب بدل دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس ترتیب بدلانے والے عمل کے آخری وقت وصیت کی کہ اس پر قائم رہنا۔ و وصّٰی بہ ابراھیم بنیہ و یعقوب یٰبنی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون۔

آج کے بُت امریکہ اور روس ہیں

جن لوگوں کا یقین ان سے نہیں نکلا، یہ بتوں کی پوجا والی قسم میں سے ہیں اور جنہوں نے اپنے یقین کو ان سے ہٹا کر خدا کی ذات پر کر لیا ہے وہ توحید والی قسم میں سے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا یقین یہ ہے کہ عمل کو اس کی بنیاد پر نہ بنائیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے یقین کی بنیاد پر اٹھائیں۔ تجارت مال کے لیے نہیں اللہ کے راضی کرنے کے لیے ہو، فوج اللہ تعالیٰ کے یقین پر ہو۔

یقین بدلنے کے لئے

میدانِ محنت

عبادت ہے

آج دنیا میں چیزوں کا مظاہرہ ہے کہ زمین میں کیا کیا چیزیں ہیں، آسمان میں کیا کیا ہے اور چاند میں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چودہ سو برس پہلے چاند کے دو ٹکڑے اسی مکہ مکرمہ میں کر کے دکھایا۔ سائنس دان تو ابھی پہنچنے کو سوچ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ السلام کی ایک انگلی کی قیمت کا مظاہرہ کرایا۔

ان ساری ایجادات کا آخر کیا بنے گا۔ ان سے ہلاکت پھیلے گی۔ اب یہ خود بھی گھبرائے ہوئے ہیں۔ شیطان کی طرح سائنس والے بھی آخرت میں کہیں گے کہ تم اپنے نبی علیہ السلام کے طریقوں کو چھوڑ کر ہماری چالوں میں پھنسے کیوں؟ وقال الشیطٰن لما قضی الامر (الآیہ)

مسلمان اگر قارون جیسا مال جمع کر لیں اور شداد جیسے باغات لگا لیں اور فرعون جیسی حکومت بنا لیں

تب بھی یہ ناکام رہیں گے۔ ان کی کامیابی ملک و مال کے راستے سے نہیں ہوگی بلکہ ایمان و اعمال کے راستے سے ہوگی۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور باقی انبیاء علیہم السلام کو اور جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے کامیاب کیا۔ اسی راستے سے مسلمان بھی کامیاب ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ نے اس شہر مکہ مکرمہ کو ملک و مال کی بنیاد پر نہیں بنایا بلکہ عبادت کی بنیاد پہ بنایا ہے۔ جس موضوع کے لیے جگہ بنائی جائے ویسا ماحول بنایا جاتا ہے۔ فوجی مشق کی جگہ کوٹھیاں، بلڈنگیں نہیں ہوتیں۔ جہاں تیرنا سکھایا جاتا ہے وہاں اس کا ماحول بنایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو عبادت کے لیے بنایا ہے اور اس کے گرد حرم کی حد بنا دی جو لوگ اصالۃً ملک و مال سے زندگی بنانے کا یقین رکھتے ہیں ان کا داخلہ تک ممنوع ہے۔ تم عبادت والے اور دعا والے نہیں اس لیے تمہارا داخلہ یہاں ممنوع ہے۔

معجزاتِ انبیاءؑ

ہم مسلمان تو ہم انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے اور خدا کی ساری قدرتوں کے قائل ہیں۔ اس لیے ہمیں اس شہر میں داخلے کی اجازت ہے۔ مگر یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں حرم کی حد ابراہیم علیہ السلام سے رکھائی گئی ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی حفاظت کرائی گئی ہے۔ اب جب یہاں داخل ہو رہے ہو ذخیروں سے ہونے کا یقین لے کر نہ آنا۔

مجاہدہ کے مقامات پر جو لوگ عیش و آرام کے سامان لے کر آتے ہیں ان کے اعمال سے بربادی کی شکلیں آتی ہیں۔

اس شہر کو لق و دق صحرا، وادی غیر ذی زرع میں بسایا گیا صرف ایک مقصد کے لیے۔ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ الآیہ۔ جب یہ عبادت کے کام کو پورا کریں تو انہیں پھلوں کا بہترین رزق عطا فرما۔ تاکہ تیرا خوب شکر کریں۔ تیری قدرت کا یقین انہیں حاصل ہو۔ اور جو بھی یہاں آئے تو اپنے دل سے مخلوق سے ہونے کا یقین نکال دے اور سب کچھ خدا سے ہونے کا یقین پیدا کرے اور عبادت سے کامیاب ہونے کا یقین حاصل کرے۔

MECCA : The Holy Mosque and the Holy Kaa'ba — مكة المكرمة - المسجد الحرام والكعبة المشرفة

تو ایسے باہر سے آنے والوں کی اور ایسے شہر مکہ میں رہنے والوں کی دعائیں چلیں گی اور اس سے پوری دنیا کی ترتیب بدل دی جائیگی۔

اس شہر کو عبادت کا مرکز بنایا گیا ہے کہ عبادت کی مشق کر و عرفات میں بھیج کر پھر بیت اللہ پہ بلایا جاتا ہے تاکہ بیت اللہ کی آواز کو دنیا تک پہنچا دو۔ طواف کے سات چکر ہیں اور دنیا کی بھی پہلی تحقیق کے مطابق سات اقلیم ہیں ان سب تک یہ آواز پہنچا دو۔

اب یہاں آنے والے اور یہاں رہنے والے اگر یہاں کے موضوع پر نہیں پڑیں گے اور نبیوں والے یقین کو نہیں اپنائیں گے تو ظاہری افراد کے لحاظ سے وہ حدود حرم میں داخل تو ہیں مگر باطنی لحاظ سے یہاں کے منافع سے فائدہ اٹھانے والے نہیں۔ جس نے یہاں آکر پیسہ روپیہ بڑھانے کی محنت کی وہ حقیقت کے لحاظ سے مکی نہیں۔ حقیقت کے لحاظ سے مکی وہ ہے جو عبادت کے موضوع پر بسا ہو۔

حدود حرم میں جو یورپ کی چیزیں آ رہی ہیں ان کو دیکھ کر حقیقت کی آنکھ والا روئے گا اور ان بلڈنگوں کو دیکھ کر روئے گا۔

پہلے لوگ ایک حج کرتے تھے تو حضور علیہ السلام کی محبت میں رنگ جاتے تھے اور اب حج پہ حج کر رہے ہیں مگر بدل نہیں رہے۔ یہ مکہ مکرمہ عبادت کی منڈی ہے مگر آج ہم نے اسے یورپ کے مال کی منڈی بنا دیا ہے۔

اب یہاں کے رہنے والوں نے بھی اپنا موضوع بدل لیا، عبادت کی بجائے مال کو موضوع بنا لیا اور آنے والوں نے بھی چیزوں کو موضوع بنا لیا ہے۔

جب تک ہم سارے کے سارے موضوع کے لحاظ سے نہیں بدلیں گے تو یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے ہاتھوں مسلمان ذلیل ہوتے رہیں گے۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو مسلمانوں کی ایک رات کی عبادت کو دیکھ کر ہندہ جیسی عورت مسلمان ہوئی۔ محنت سے شباہت (مشابہت) تیار ہو گی۔ فرعون و نمرود کے ساتھ، قارون و شداد کے ساتھ یا کہ اللہ تعالیٰ کے چہیتے نبیوں کے ساتھ۔

اگر ہم آج سے یہاں کے رہنے والوں کا موضوع بدلیں اور اگر چند روز ہی قیام ہے تو بیت اللہ اور اس مسجد اور دنیا کی تمام مسجدوں کے آباد کرنے کے لیے محنت کو موضوع بنا لیں اور اس کے لیے اپنی زندگی کی ترتیب قائم کر لیں۔ صحابہؓ کی ترتیب تو یہ ہے — چار مہینے اپنی مسجد کے لیے اور چار مہینے دوسری مسجدوں کے لیے اور چار مہینے اپنی ضروریات کی دیکھ بھال کے لیے۔ اگر ایک شہر کی محنت بھی حضور علیہ السلام کے شہر کی محنت پر آ جائے تو اللہ تعالےٰ دنیا کی ترتیب بدل دیں گے۔

اس کے بعد حضرت نے محنت کے لیے وقت کا مطالبہ کیا اور کافی حضرات نے اپنے اوقات ملک اور بیرون ملک کے لیے پیش کیے۔

اللہ کے نیک بندوں کے سبق آموز واقعات

عبداللہ بن مُبارک رح کی زندگی کا انقلابی پہلو

مفلوک الحال انسان کی خدمت کا ثواب فریضۂ حج کی ادائیگی کے برابر ہے

تحریر: اے ایچ کیانی پاک سٹینڈرڈ کالج شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر بزرگ تھے، آپ کا شمار صوفیاء کی صفِ اوّل میں ہوتا ہے۔ ابتداءً آپ ایسے نہیں تھے بلکہ آپ کی توبہ کا باعث یہ ہوا کہ آپ ایک کنیز پر فریفتہ ہو گئے۔ اور ازحد بے قرار رہنے لگے۔ ایک دفعہ نہایت سرد رات تھی آپ آتے اور اپنی محبوبہ کی زیرِ دیوار کھڑے ہو گئے۔ تمام رات برفباری ہوتی رہی لیکن آپ کی محویت ختم نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ جب مؤذن نے صبح کی اذان دی تو آپ کی محویت کا تار ٹوٹا اور آپ نے خیال کیا کہ عشاء کی اذان ہو رہی ہے لیکن جب دن چڑھا تو آپ نے محسوس کیا کہ میں نے تو تمام رات محبوبہ کے انتظار میں بسر کر دی ہے۔ یہ خیال آتے ہی دفعتہً خیال آیا کہ اگر نماز میں امام لمبی سورۃ پڑھتا تو میں دیوانہ ہو جاتا اور شور و فغاں کرتا چنانچہ فطرت سے ایک فریاد ابھری، ضمیر نے جھنجھوڑ ڈالا۔ اور کہا۔ اے مبارک کے بیٹے! تجھے شرم آنی چاہیے۔ نفس کی خاطر تو نے تمام رات پاؤں پر بسر کر دی۔ اسی وقت آپ کے دل میں ایک لازوال درد پیدا ہوا اور آپ نے توبہ کی اور عبادتِ خدا میں مشغول ہو گئے اور اس درجہ تک پہنچے کہ خاص الخاص بندگان خدا اُس مقام تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ آپ حد درجہ متقی اور پرہیزگار تھے۔ ایک دفعہ آپ ایک منزل پر اُترے آپ کے پاس ایک نہایت قیمتی گھوڑا تھا۔ آپ نماز میں مشغول ہوئے تو وہ گھوڑا ایک کھیت میں جا کر چرنے لگ گیا جب آپ نے یہ حالت دیکھی تو گھوڑے کو وہیں چھوڑ دیا اس خیال سے کہ غیر حلال چارہ اس کے پیٹ میں چلا گیا ہے اور آپ پیادہ روانہ ہو گئے۔

ایک سال آپ حج پر تشریف لے گئے۔ حج سے فارغ ہوئے تو حرم شریف میں ایک ساعت کے لیے سو گئے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کتنے لوگ حج کو آئے ہیں۔ دوسرے نے جواب دیا۔ چھ لاکھ۔ پھر اس نے کہا کہ کس قدر لوگوں کا حج قبول ہوا؟ اُس نے کہا۔ کسی کا حج قبول نہیں ہوا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو میرے دل میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا اور میں نے کہا اس قدر لوگ جو اطراف و اکناف سے رنج و کلفت اٹھا کر صحراؤں اور بیابانوں کو طے کر کے آئے ہیں، ان کی تکالیف و مصائب رائیگاں گئیں۔ پھر اس فرشتے نے کہا۔

دمشق میں ایک موچی ہے اس کا نام علی ابن الوفق ہے وہ حج کو نہیں آیا ہے لیکن اس کا حج قبول ہو گیا اور حق تعالےٰ نے ان سب لوگوں کو اس کے طفیل بخش دیا ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو خواب سے بیدار ہو گیا اور خیال کیا کہ مجھے دمشق جا کر ایسے شخص کی زیارت کرنی چاہیے۔ جب میں دمشق پہنچا تو اس کا گھر تلاش کیا اور دروازے پر دستک دی۔ اندر سے ایک شخص نکلا۔ میں نے اس سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا "علی ابن الوفق" میں نے کہا آپ سے مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں اس نے کہا۔ "ہاں کہو"۔ میں نے کہا آپ کیا کام کرتے ہیں؟ اُس نے جواب دیا پارہ دوزی کرتا ہوں۔ پھر میں نے خواب کا تمام واقعہ اس سے بیان کیا۔ اس نے پوچھا۔ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا۔ میرا نام عبداللہ بن مبارک ہے۔ اس نے ایک نعرہ لگایا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو میں نے کہا۔ مجھے اپنی حالت سے آگاہ فرمایئے۔ انہوں نے کہا مجھے تیس۳۰ سال سے حج کی آرزو تھی میں نے اس مدت دراز میں صرف تین ہزار درم جمع کیے اور اس سال حج کا ارادہ کیا۔ ایک دن میری بیوی نے جو حاملہ تھی مجھے کہا پڑوسی کے گھر سے طعام کی بُو آ رہی ہے جاؤ اور میرے لیے کچھ طعام ان سے مانگ لاؤ۔ میں گیا تو ہمسائے نے مجھ سے ذکر کیا کہ تین دن رات سے میرے بچوّں نے کچھ نہ کھایا تھا۔ آج اتفاقاً میں نے ایک مُردار گدھا دیکھا تو اس سے ایک ٹکڑا گوشت کا کاٹ لیا اور طعام بنایا وہ تمہارے لیے حلال نہیں ہے ــــ جب میں نے یہ سنا تو میری جان کو آگ سی لگ گئی۔ میں تین ہزار درم گھر سے اٹھا لایا اور اس کو دے دیئے کہ اس سے اپنے بال بچوں کا گذارہ کرو۔ کہ میرا حج یہی ہے اور خدا تعالےٰ کی خاص عنایت ہے کہ اس نے میرے اس فعل کو قبولیت حج کا درجہ عنایت فرمایا۔

گناہ سے شرم

ایک دن ایک جوان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زار و قطار رو کر عرض کرنے لگا کہ میں نے ایک ایسا گناہ کیا ہے کہ بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے اور میں شرم کے مارے بیان نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ بتلا تو سہی تو نے کیا کیا ہے؟ نوجوان نے بتا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ "میں ڈر گیا تھا کہ شاید تم نے غیبت کی ہے"۔ آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنا تمام مال

غریبوں میں تقسیم کردیا تھا ایک دن آپ کے پاس ایک مہمان آیا آپ کے پاس جو کچھ بھی تھا اُس کی تواضع پر خرچ کر دیا - اور کہا مہمان حق تعالےٰ کا بھیجا ہوا ہے جہاں تک ہو سکے اس کی خدمت کرنی چاہیئے - آپ کی اہلیہ اس بارے میں آپ سے جھگڑنے لگی - آپ نے فرمایا ایسی عورت جو نیک کام میں مجھ سے جھگڑنے لگے اُسے گھر میں نہیں رکھنا چاہیے - آپ نے اُس کے حق مہر کا انتظام کر کے اُسے طلاق دے دی - حق تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک سردار کی لڑکی آپ کی مجلس وعظ میں آئی ، اُس کو آپ کی باتیں اچھی معلوم ہوئیں اور گھر جا کر اپنے باپ سے کہا اُن سے میرا نکاح کر دیا جائے باپ نے بخوشی اپنی بیٹی کو پچاس ہزار دینار دے کر اس کا نکاح آپ سے کر دیا - پھر آپ نے خواب میں دیکھا حق تعالےٰ نے فرمایا تو نے عورت کو ہمارے لیے طلاق دی - اب یہ عورت اس کے عوض تم کو عطا کی گئی ہے تاکہ سمجھ لو کہ کسی کو ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں نقصان نہیں ہوتا -

جب آپ کا وقتِ وفات قریب آیا تو آپ نے تمام مال درویشوں میں تقسیم کر دیا - ایک مُرید جو سرہانے کھڑا تھا اس نے کہا اے شیخ ! آپ کی تین بیٹیاں ہیں اور آپ دنیا سے آنکھیں بند کر رہے ہیں ان کے لیے بھی کچھ چھوڑ دیجیے - ان کی تدبیر آپ نے کیا فرمائی ہے؟

آپ نے فرمایا - میں نے ان سے کہہ دیا ہے ھو یتولی الصالحین - یعنی اہلِ اصلاح کا کارساز وہی ہے پس جس کسی کا کارساز اللہ ہو وہاں عبداللہ کی کیا ضرورت ؟

آدابِ مُلاقات

حافظ قاری فیوض الرحمن ایم اے (عربی علوم اسلامیہ اردو فارسی)

معانقہ معانقہ (گلے ملنا) اور مصافحہ کرنا خوشی اور محبت کے اظہار کا ذریعہ ہے - جب کوئی شخص مدت کے بعد ملے یا سفر سے لوٹے تو اسے گلے ملنا مسنون ہے -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زید بن حارث رضؓ مدینہ آئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ہاں تشریف فرما تھے - انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کرتہ اتارا ہوا تھا - آپ اسی حالت میں اُٹھ کھڑے ہوئے فَاعْتَنَقَهٗ وَ قَبَّلَهٗ زید بن حارثہ کو گلے لگا لیا اور انہیں چُوما - اسی طرح جب حضرت جعفر بن ابی طالب حبشہ سے واپس آئے اور آپ سے ملے - حدیث میں آتا ہے فَالْتَزَمَهٗ وَ قَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے چمٹ گئے اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا - (ابوداؤد)

یاد رکھیے کہ سلام ، مصافحہ ، معانقہ اور ان تمام آداب کا مقصد دوسروں کا جی خوش کرنا اور انہیں راحت پہنچانا ہے - جب علت ساقط ہو جائے تو معلول بھی ساقط ہو جاتا ہے - اگر مصافحے اور معانقے سے کسی وقت دوسرے کو اذیت ہو تو شائستگی کا تقاضا یہی ہے کہ ایسے وقت میں مصافحے اور معانقے سے اجتناب کیا جائے - مثلاً

- اگر کسی کا ہاتھ زخمی ہے تو اسے مصافحہ کی زحمت نہ دیجیے -
- اسی طرح اگر کوئی آدمی تیزی سے قدم اٹھا رہا ہے اور اس کی رفتار کی تیزی صاف بول رہی ہے کہ اس کی گاڑی چھوٹنے والی ہے یا اسے پہنچنے میں دیر ہو گئی ہے [illegible] صورت میں اسے مصافحے کا اثر بے [illegible] اذیت کا باعث [illegible] والدین کے اسلامی نقطۂ نظر سے ناقابل [illegible] ہے -
- کسی مجلس میں اگر پچاس آدمی بیٹھے کسی مسئلے پر غور کر رہے ہیں اور کوئی صاحب دیر سے آئیں تو تہذیب کا تقاضا یہی ہے کہ وہ محض سلام پر اکتفا کریں - پچاس آدمیوں سے جُدا جُدا مصافحہ کرنا ، سلسلۂ گفتگو کاٹنا اور دیر تک اس میں خلل ڈالنا اہل مجلس کے لیے گرانی اور تکدّر کا باعث ہوتا ہے - اور ملنے والے کو اذیت جدا ہوتی ہے -
- اسی طرح بعض لوگوں کو ہر وقت اور ہر جگہ معانقہ کرنے کی عادت ہوتی ہے - بیمار ، ضعیف ، ناتواں اور نازک مزاج لوگوں کو اس سے اذیت ہوتی ہے - معانقہ اسی وقت تک درست ہے جب تک کہ وہ راحت اور آرام کا باعث ہو -
- مصافحہ یا معانقہ میں اس بات کا بھی خاص خیال رکھا جائے کہ دوسرے کو یا اس کے ہاتھ کو اتنا نہ دبائے کہ تکلیف کا باعث ہو - نہ ہی اتنی دیر تک ہاتھ پکڑے رہے کہ پریشانی کا موجب ہو -

ملاقات کے وقت کھڑا ہونا

قابل احترام شخص کے لیے جوشِ عقیدت یا فرطِ محبت میں کھڑا ہونا حدیث میں مذکور ہے - جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب کبھی آپ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غصہ ایک انگارہ ہے جو انسان کے پیٹ میں شعلہ فشانی کرتا ہے - کیا تم غصہ والے کی آنکھوں کی سرخی اور رگوں کے پھول جانے کو نہیں دیکھتے ؟

سود کے بغیر

بنکوں کا نظام

ڈاکٹر انور اقبال قریشی

ارتکاز دولت

مارچ ۱۹۷۰ء کو جملہ بنکوں کے کھاتہ داروں کی تعداد آٹھ لاکھ سے اوپر تھی اور جنہوں نے تقریباً ایک ہزار کروڑ روپے کے قرضے حاصل کئے تھے۔ صرف سو کھاتہ داروں کو جن کی جمع شدہ رقم جو کھاتہ ایک کروڑ روپے سے اوپر ہے ان کو ۱۹۰ کروڑ روپے قرضے کے طور پر دیئے گئے اس طریق کار کا تفصیلی ذکر پروفیسر ہبرٹ ویل کی کتاب جرمنی میں جائنٹ اسٹاک بنکس میں موجود ہے۔ جو میکمیلن کمپنی لندن کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ یہ جملہ قرضوں کا ۱۹ فی صد سے کچھ اوپر کا حصہ ہے۔ وہ کھاتے دار جن کی جمع شدہ رقم ایک ہزار سے کم تھی۔ اُن کی تعداد ۳۶۲۷۶ تھی اور اُن کو قرض دی جانے والی رقم صرف سوا اکیس کروڑ کے لگ بھگ تھی جو مجموعی قرضوں کا صرف ۲،۸۳ حصہ بنتی ہے۔ چالیس سے پچاس ہزار تک کی رقم والے کھاتے داروں کی تعداد ۱۳۱۴۱۰ تھی۔ اور انہیں قرض دی جانے والی رقم سوا اٹھارہ کروڑ کے لگ بھگ تھی +

ملک میں دولت خاص طور پر زیادہ قرضوں کی وجہ سے چند ہاتھوں میں کس طرح سمٹی ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ ایک ہزار سے کم رقم سے لے کر پچاس ہزار تک رقم والے کھاتے والوں کی جملہ تعداد ۷۸۹۳۴۰ تھی، جو جملہ کھاتہ داروں کا تقریباً ۹۸ فی صد بنتی ہے۔ لیکن اُن کو قرض دی جانے والی رقم ۲۰ فی صد بنتی ہے۔ اس کے برعکس باقی کھاتہ داروں کی تعداد ۱۷۴۲۲ بنتی ہے۔ جنہیں جملہ قرض رقم دی جانے والی رقم کی تعداد ۷۹۲ کروڑ روپے بنتی ہے۔ گویا ۲ فی صد لوگوں کو ۷۹۲ کروڑ روپے رقم قرض دی گئی جو جملہ قرض دی جانے والی رقم کا تقریباً ۹۰،۲ فی صد بنتی ہے +

متذکرہ حقائق سے یہ بات مبین طور پر واضح ہو جاتی ہے، کہ ارتکاز دولت کا بڑا سبب یہ ہے کہ بڑے بڑے بنک صنعت کاروں کی ملکیت ہیں اور وہ اپنا کاروبار قرض پر چلا رہے ہیں۔ قرض لے کر کاروبار چلانا کوئی معیوب امر نہیں ہے۔ لیکن اگر اس سے دوسروں کی حق تلفی ہو اور زیادہ مستحق لوگوں کا حق چھین کر اور ان کی کاروباری ضروریات پوری کرنے کے لیے قرضوں سے محروم رکھ کر یہ لوگ دوسروں کے جمع شدہ سرمائے پر اپنے ہی پیٹ موٹے کرتے جائیں تو یہ امر یقیناً قابلِ گرفت ہے۔ چھوٹے چھوٹے کاریگروں صنعت کاروں اور تاجروں کو اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے لیے بینکوں سے بالعموم قرض نہیں ملتا۔ انہیں اس صورت میں قرض مل سکتا ہے جبکہ بڑے بڑے صنعت کاروں اور تاجروں کو قرض دینے پر سخت پابندی لگائی جائے کیونکہ ملک میں روپیہ کم ہے اور مجموعی مانگ زیادہ ہے۔ لہٰذا اس کی منصفانہ طور پر حصہ رسدی تقسیم عمل میں آنی چاہیئے اور یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے کہ جب اس متمول طبقے کو بنکوں کی ملکیت سے محروم کیا جائے حکومت بنک کاری کے نظام کو قومی تحویل میں لے اور چھوٹے طبقے کے لوگوں کو قرضے کی سہولتیں بغیر سود کے فراہم کرے +

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر بنک کثیر رقم چھوٹے چھوٹے قرضے لینے والوں کو بغیر سود کے دے تو بنک اپنے اخراجات کیسے پورے کریں گے۔ ذیل میں ہم اس کا حل پیش کرتے ہیں +

دنیا کے اکثر و بیشتر مہذب ممالک میں ہر چیک پر رسیدی ٹکٹ لگایا جاتا ہے۔ پاکستان میں ابھی تک یہ طریق رائج نہیں۔ اس وقت پاکستان میں سالانہ تقریباً دس لاکھ چیک جاری ہوتے ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر ملک میں چیکوں کے ذریعے رقوم کی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ کاروباری لوگ اپنے حسابات میں گول مالی کرنے کے لیے اپنی آمدنی کو مخفی رکھتے ہیں۔ لین دین چیکوں کی بجائے نقد رقم سے ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ انکم ٹیکس اور دوسرے ٹیکسوں سے اس پُرفریب طریق سے حکومت کے خزانے کو جو جمہوری حکومت میں عوام کا خزانہ ہے محروم رکھتے ہیں۔ پاکستان میں ٹیکسوں کی شرح بہت بھاری ہے۔ لیکن اس بے ایمانی کی وجہ سے رقم مقابلتہً بہت کم وصول ہوتی ہے۔ میرے واشنگٹن کے قیام کے دوران میں جب بھی ماہرین مالیات سے تبادلہ خیال ہوا میری توجہ ہمیشہ اس امر کی طرف مبذول کرائی گئی اور مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ ہندوستان اور پاکستان دونوں ممالک میں ٹیکسوں کی شرح تو اتنی اونچی ہے لیکن مقابلتہً شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو گا جہاں ٹیکسوں کی اس اونچی شرح کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سے وصول ہونے والی رقم مقابلتہً کم ہے +

اس خرابی کو دُور کرنے کا ایک ہی اہم ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ جملہ ادائیگیاں قانونی طور پر چیک کے ذریعے ہوں۔ اور ہر چیک بجائے اس کے کہ کوئی شخص اسے براہ راست بھُنا سکے اس کی ادائیگی بنک کے ذریعے ہونی چاہیئے۔ یعنی ہر چیک Bearer کی بجائے order چیک ہونا چاہیئے تاکہ بالآخر یہ پتہ چل سکے کہ اس رقم کی وصولی کس نے کی ہے یہ تجویز میرے دماغ کا اختراع نہیں امریکہ میں یہ طریقہ قانونی طور پر رائج ہے اور وہاں شخصی آزادی کے باوجود سختی اس حد تک ہے۔ کہ اگر کوئی شخص بنک سے ہزار ڈالر کی رقم حاصل کرے اور بڑی بڑی رقومات کی ادائیگیاں چیک کی بجائے نقدی کی صورت میں ادا کرے تو نہ صرف اسے شبے کی نظر سے دیکھا جاتا ہے بلکہ انکم ٹیکس والے اس کی ٹوہ میں لگ جاتے ہیں۔ میں نے خود یہاں تک دیکھا ہے کہ اگر کسی

دکاندار کو اشیاء کی خریداری کے عوض چیک کی بجائے سو ڈالر کا نوٹ دیا جائے تو وہ اس سے نوٹ کی پشت پر دستخط کرا لیتے ہیں۔ اگر یہ طریق پاکستان میں رائج کر دیا جائے تو چیکوں کی تعداد آسانی سے دس لاکھ سے بڑھ کر ایک کروڑ ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس پر دس پیسے کا رسیدی ٹکٹ لگایا جائے جیسا کہ اکثر ممالک میں دستور ہے تو اسی طریقے سے بنکوں کی آمدنی میں بھی دس لاکھ کا اضافہ ہوگا۔ اور یہ آمدنی اس رقم کی کچھ تلافی کر دے گی جو درمیانے درجے کے طبقے کو بغیر سود کے قرض دینے سے کم ہوگی۔ اس وقت اگر رقوم منی آرڈر کے ذریعے منتقل کی جائے تو اس پر ڈاک خانے والے ۱.۵۰ پیسے فی سینکڑہ وصول کرتے ہیں۔ اس کے برعکس بنک ڈرافٹ یا چیک کے ذریعے منتقلی پر ایک روپیہ فی ہزار لیا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر بنک اس قسم کے انتظامات پر اپنی فیس ایک روپیہ ہزار کی بجائے دو روپے ہزار کر دیں تو تمام کمی پوری ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ اگر اوسط طبقہ کو آسانی سے بغیر سود کے قرض ملے گا تو وہ اپنے کاروبار کو فروغ دے سکیں گے جس سے ملک کی مجموعی خوشحالی اور آمدنی میں اضافہ ہوگا اور روزگار کے مواقع زیادہ فراہم ہوں گے۔

میں نے چند موٹی باتوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ملک میں کاروباری نظام سود کے بغیر آسانی سے چل سکتے ہیں۔ مسئلہ کی زیادہ چھان بین کے لیے ایک مختصر کمیٹی قائم کر دی جائے جو بنکوں کی تفصیلی آمدنی اور خرچ کا جائزہ لے کر حکومت کو ضروری حقائق سے آگاہ کرے۔

اگر بنک سے سودی نظام کو ختم کر دیا جائے اور بڑے بڑے کارخانے داروں اور تاجروں پر قرض رقم لینے کا تعین کر دیا جائے اور اسلامی اصول کے مطابق لین دین نقد ہو۔ مستقبل کے سودے اور وعدے کالعدم قرار دیئے جائیں۔ سٹے بازی کو جرم قرار دیا جائے۔ اور اس طرح سٹاک ایکس چینج میں بھی کاروبار نقد اور بنک کے چیک کی صورت میں ہو۔ سٹاک ایکس چینج کے دلال روزانہ جو حصوں کی خرید و فروخت کریں۔ اور جن ناموں سے یہ خرید و فروخت کی جائے۔ وہ اس کے گوشوارے مرکزی محکمہ انکم ٹیکس کو بھیج دے۔ اور وہ لوگوں کے انکم ٹیکس کے گوشوارے دیکھتے وقت اس امر کو پیشِ نظر رکھیں گے۔ اور انکم ٹیکس دینے والوں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ لین دین کی کس طرح پڑتال کی جاتی ہے تو حکومت کے محاصل میں لامحالہ معتدبہ اضافہ ہو جائے گا۔

یہاں میں یہ بھی اپنے قارئین کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سٹے بازی کے طریق کو روکنے سے اور بڑے پیمانے پر اُدھار کے طریق کو بند کرنے سے اور کاروبار میں اس امر پر اصرار کرنے سے کہ سودوں کا لین دین نقد ہو۔ ملک کی معاشی رفتار ترقی میں کمی آ جائے گی جس پر آج کل کی حکومتیں اتنا زیادہ زور دے رہی ہیں۔ بڑے پیمانے کی صنعتیں جو دھڑا دھڑ اندرونی اور بیرونی قرضوں کے بل بوتے پر اُدھار سے چل رہی ہیں۔ ان کی رفتار میں بھی نمایاں کمی ہو جائیگی لیکن چھوٹے اور متوسط طبقے کے لوگوں کی حالت سدھرنا شروع ہو جائے گی۔

بغیر سود کے کاروبار تو آسانی سے چل سکتا ہے۔ لیکن مشکل حکومت کو پیش آئے گی۔ کہ وہ تمسکات کی صورت میں جو خالص قسم کا سودی کاروبار ہے۔ اسلامی حکومت میں یہ قرضے حاصل نہیں کر سکے گی۔ لہٰذا حکومت کو چادر دیکھ کر اپنے پاؤں پھیلانے پڑیں گے۔ حکومتوں کو بھاری تعداد میں قرضے لینے کی ضرورت جنگی ضروریات کے لیے پڑتی ہے۔ یہ دنیا میں یہودیت کا اثر ہے۔ کہ امریکہ جیسے ملک میں جہاں والدین کے اکلوتے بیٹوں تک کو جنگ کے لیے جبری طور پر بھرتی کیا جاتا ہے اور انہیں میدان جنگ میں جھونک دیا جاتا ہے اور کئی ایک والدین اولاد جیسی نعمت عظمٰی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ایک ڈالر بھی خرچ کرنے کا تعلق ہے اس جنگ کے سلسلے میں سود کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل وہی مثال ہے ؎

گر جاں طلبی مضائقہ نیست
گر زر طلبی ایں صورت دیگر است

جنگ میں اگر ملکی حفاظت کے لیے جان طلب کی جاتی ہے تو زر کیوں نہیں طلب کیا جا سکتا۔ اس کا واحد حل بھی یہی ہے کہ ایسی صورت میں لوگوں کی املاک کا ایک حصہ جبری طور پر جنگی ضروریات پورا کرنے کے لئے حاصل کیا جائے۔ جیسے انسانی قوت حاصل کرنے کے لیے جبری طور پر افراد کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر دنیا کے ممالک جنگ سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ اس کا بہترین حل ہے۔

لیبیا میں احیائے اسلام کی تحریک

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ

ماہ رمضان المبارک کے آواخر میں راقم الحروف مدینہ طیبہ میں معتکف تھا کہ مملکت لیبی کے پاکستانی سفارت خانے کا اسلام آباد سے ایک دعوت نامہ پہنچا کہ "حکومت لیبیا کے پائے تخت طرابلس (ٹریپولی) میں ایک اسلامی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے، بحیثیت پاکستانی مندوب آپ شرکت کریں"۔ یہ دعوت نامہ کراچی مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں آیا تھا۔ یہاں سے بذریعہ ڈاک مجھے مدینہ طیبہ بھیج دیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھی پہنچ گیا۔ جب سفارت خانے والوں کو معلوم ہوا کہ میں حجاز مقدس میں ہوں تو پتہ معلوم کر کے ایک طویل ٹیلیگرام بھی دیا۔ ایک ٹیلیگرام مدینہ دیا گیا اور ایک مکہ مکرمہ اور پھر تیسرا ٹیلیگرام جدہ دیا گیا کہ بیروت سے تمہاری سیٹ ۹ر دسمبر ۶۹ء کو برائے طرابلس محفوظ کر دی گئی ہے۔ کچھ عرصہ سے لیبیا میں انقلابی حکومت قائم ہو چکی تھی اور ملک ادریس تخت سلطنت سے محروم ہو گئے تھے۔ غالباً اہل بیت رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی یہ آخری حکومت مغرب میں تھی جو ختم ہو چکی تھی۔ اور یہی خیال

تھا کہ جس طرح انقلابی حکومت "سوریہ" (شام) "سوڈان" اور "جنوبی یمن" کی ہے اسی طرح کی یہ حکومت بھی ہو گی۔ جن کے حالات سامنے آچکے تھے اس لیے کچھ زیادہ خیر کی توقع نہ تھی۔ لیکن دعوت نامے کا پروگرام اور کانفرنس کا ایجنڈا جب پڑھا، توقع کے خلاف پایا۔ حسن اتفاق سے میں مسجد نبوی کے مقدس ترین حصہ ریاض الجنۃ میں بیٹھا تھا۔ ۔ کا دن اور عصر کے بعد کا وقت تھا۔ اسی مقام مقدس میں دعوت نامہ عزیزی نور چشم محمد بنوری سلمہ نے لا کر دیا۔ جو اس سفر میں امسال میرے ساتھ تھا اس لیے دعا اور غور و فکر کا موقع مل گیا۔ پھر دو تین یوم بعد دکتور الاستاذ محمد مبارک شامی سے جو آج کل کلیۃ الشریعۃ مکہ مکرمہ کے "عمید" ہیں ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی مدعو ہیں۔ اور دکتور الاستاذ مصطفیٰ زرقاء شامی جو آج کل کویت کی حکومت کی طرف سے فقہ اسلامی کے انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب و تدوین پر مامور ہیں۔ وہ بھی کانفرنس میں مدعو ہیں اور رباط (مراکش) سے دکتور الاستاذ عمر بہاء الامیری شامی جو ابتدا میں پاکستان میں سوریہ کی طرف سے سفیر رہ چکے ہیں۔ وہ بھی اس کانفرنس میں نمائندگی کریں گے۔ چونکہ ان حضرات سے براہ راست میں واقف تھا۔ بلکہ یہ میرے احباب تھے۔ اس لیے اب مجھے اطمینان ہوا کہ کانفرنس والوں کی نیت بخیر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شرکت مفید ہو گی۔ اس کے بعد تار کے ذریعہ لیبی سفارت خانے کو منظوری کی اطلاع دے دی، کہ میں انشاء اللہ ضرور شرکت کروں گا۔ لیکن بجائے کراچی کے جدہ ہی سے روانہ ہوں گا۔ میری سیٹ کراچی واپسی کے لیے ۳۰ر نومبر ۱۹۷۰ء کو بک ہو چکی تھی اور مدینہ طیبہ میں نماز عید کے فوراً بعد جدہ روانگی طے ہو چکی تھی لیکن اس کانفرنس کی شرکت کی وجہ سے کراچی کی روانگی ملتوی کر دی۔ کانفرنس ۱۱ر دسمبر سے شروع ہونے والی تھی اس لیے مجھے مزید ایک عشرہ حرمین شریفین میں قیام کا موقع مل گیا۔ کانفرنس کا نام تھا۔

المؤتمر الاول للدعوۃ الاسلامیۃ

یعنی اسلامی دعوت و تبلیغ، پروگرام کے سرنامہ پر یہ آیت کریمہ تھی۔

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین

اس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہو سکتی ہے جو حق تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلائے اور خود بھی نیک عمل کرے اور اعلان کرے کہ میں بلاشبہ مسلمان ہوں۔

دعوت نامہ تو طویل تھا۔ لیکن پروگرام کے ایجنڈے کے الفاظ حسب ذیل تھے۔

۱۔ محاربۃ الغزو العقائدی فی البلاد الاسلامیہ والمناطق الموھلۃ الاسلام۔

۲۔ تحدید المناطق الاکثر احتیاجا للدعوۃ الاسلامیۃ۔

۳۔ بحث شروط الداعیۃ الاسلام وحقوقہ۔

۴۔ ایۃ مقترحات اُخرٰی۔

یعنی اسلامی ملکوں میں جو بد عقیدگی اور لادینی کی وبا پھیل رہی ہے۔ اس کی اصلاح اور مقابلہ کی تدبیر کرنا، جن مقامات میں اسلامی دعوت کی زیادہ ضرورت ہے ان مقامات کی تعیین کرنا اور جو شخص دعوت دے اس کے لیے کن شرائط کی ضرورت ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو تجاویز پیش ہوں +

بہر حال انتہائی مسرت ہوئی کہ اس پُر آشوب مادی دنیا کی مایوس کن فضا میں پہلی مرتبہ اسلامی دعوت و تبلیغ کی آواز اٹھی۔ تو غور کرنے سے پتہ چلا کہ اس کا پس منظر بھی سیاست ہے اکثر و بیشتر اسلامی ممالک میں اگر علمی سطح پر کچھ کام ہوتا ہے بھی تو وہ اس انداز سے کہ اسلامی اساسی مسائل میں قطع و برید کا سلسلہ جاری رہتا ہے یا جدید تہذیب و تمدن کا پیوند لگانے کی کوشش ہوتی ہے۔ اور آخر میں یہی کہنا پڑتا ہے۔

واثمھما اکبر من نفعھما۔

فائدہ سے نقصان زیادہ ہے۔

بہر حال خلاف توقع یہ کانفرنس جہاں تک راقم الحروف کا خیال تھا اور تمام ارباب بصیرت مندوبین کا بھی یہی فیصلہ تھا کہ یہ کانفرنس تمام سیاسی آلائشوں سے پاک و صاف ہے۔ اگر آگے چل کر حکومت کا رُخ نہ بدلا اور اسی انداز پر کام آگے بڑھتا چلا گیا تو یہ حکومت اپنی نوعیت کی پہلی حکومت ہو گی۔ حق تعالیٰ سے یہی دعا ہے اور یہی آرزو ہے کہ اسی انداز سے صراط مستقیم پر تمام اسلامی ممالک کو چلنے کی توفیق نصیب ہو +

کانفرنس میں بیس اسلامی ممالک کے ساٹھ نمائندے شریک ہوئے۔ مقالات عمدہ سے عمدہ پڑھے گئے۔ مباحثے ہوئے۔ تجویزیں پاس ہوئیں۔ چند قابل ذکر شخصیتیں حسب ذیل تھیں +

ڈاکٹر عمر بہاء الامیری رباط سے، ڈاکٹر عبد الحلیم محمود وکیل الازہر اور ڈاکٹر محمد توفیق عویضہ المجلس الاعلیٰ الشئون الاسلامیہ کے ڈائرکٹر اور الشیخ احمد حسن باقوری اور ڈاکٹر احمد حوفی مصر سے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ زرقاء شامی کویت سے۔ ڈاکٹر محمد مبارک شامی سعودیہ عربیہ سے۔ ڈاکٹر عبد القہار مذکر انڈونیشیا سے۔ ڈاکٹر احمد ٹوٹنجی امریکہ سے۔ اللواء ڈاکٹر محمود شیث خطاب عراق سے۔ الاستاذ صالح مسعود بو بصیر الشیخ محمود صبحی عبد السلام لیبیا سے۔ الشیخ محمد داؤد مراکش سے۔ الاستاذ عبد الواحد الیاس نائیجیریا سے۔ الشیخ حسین جو زور یوگو سلاویہ سے۔ عبد الکریم سائیتو جاپان سے۔ الاستاذ مالک بن النبی الجزائر سے

مختلف کمیٹیاں بنائی گئیں۔

(۱) اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے کامیاب ترین وسائل پر غور۔

(۲) اسلامی دعوت کے لیے اہم ترین مراکز کا انتخاب۔

(۳) دعوت دینے والے افراد کی شرائط پر غور۔

(۴) تجاویز قراردادوں کو درست کرنے کا کام۔

بہت سی اہم قراردادیں اور تجویزیں منظور ہوئیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ لیبیا میں "اسلامی دعوت" کا مرکز قائم کیا جائے۔ جو بوقت ضرورت کسی دوسرے اسلامی مملکت میں بھی منتقل کیا جا سکے گا۔ تمام اسلامی ملکوں میں اس کی شاخیں قائم ہوں۔ اور ہر ایک اسلامی ملک میں اس مقصد کے لیے امداد و مساعدت (چندہ) کی رقوم جمع کرنے کے صندوق رکھے جائیں اور ان تمام اسلامی ملکوں میں جن کی زبان عربی نہیں ہے۔ عربی زبان سکھانے کے تعلیمی وسائل اختیار کئے جائیں۔ تاکہ قرآن کریم سمجھنے میں آسانی ہو۔ محقق علماء کی ایک جماعت منتخب کی جائے

کہ وہ عصری تقاضوں کے پیش نظر قرآن کریم کی تفسیر لکھیں اور تمام زبانوں میں اس کے تراجم نیز احادیث نبویہ کا ایک مجموعہ بھی مرتب کیا جائے اور اس کے بھی تراجم تمام عالم میں پھیلائے جائیں اور اسلامی مصطلحات سمجھانے کے لیے ایک لغت کی انسائیکلوپیڈیا تیار کی جائے۔

اسلام ایک جامع ترین نظام حیات ہے۔ وہ عبادات، معاملات، اخلاق سیاست و حکمت کے تمام تقاضے پورا کرتا ہے۔ اس کو اسی انداز سے سمجھایا جائے اور تمام عالم میں اسی انداز سے اس کی اشاعت کی جائے۔ اور اسلام کے مفہومات و مصطلحات میں جو تحریف کرکے غلط معنے لیے جاتے ہیں ان کی تردید کی جائے۔ بلکہ اُن کا راستہ بند کیا جائے۔ تمام اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کیا جائے کہ اپنی جدید نسل کی اسلامی تربیت کریں۔ صحیح اسلامی ثقافت اور صحیح اسلامی دعوت ملکوں میں پھیلائیں۔ اور مستشرقین و معاندین اسلام کی تدبیروں کو خاک میں ملائیں۔ "فقہ اسلامی" تمام مذاہب فقہا کے ساتھ یہ اسلام کی بڑی عظیم الشان دولت ہے۔ تیرہ سو سال کا قدیم ترین سرمایہ ہے۔ اس کی حفاظت کی جائے۔ اور اس کی روشنی میں تمام جدید مسائل حل کیے جائیں۔

یورپ وغیرہ کے قوانین صرف سو یا ڈیڑھ سو سال کی متاع کا سد ہیں۔ نیز اُن کا طویل تجربہ بھی نہیں ہو سکا ہے۔ اس لیے اسلامی فقہ کے مقابلہ پر ان کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا فقہ اسلامی کے مطابق مجموعۂ قوانین تیار کیا جائے۔ اور تمام اسلامی ملکوں میں اس کو رائج کیا جائے اور ہر ملک کا قانون اسی کے مطابق بنایا جائے۔ تاکہ تمام اسلامی ملکوں میں تشریعی یگانگت پورا ہو۔ اور سیاسی و انتظامی اختلافات مٹ جائیں۔ حق تعالیٰ کی ذات لطیف و خبیر ہے۔ اس نے عالم انسانی کے لیے جو قانون مرتب فرمایا ہے۔ انسانی عقول اس قسم کا ہمہ گیر قانون بنانے سے قطعاً عاجز ہیں۔ اس لیے اس کا بنایا ہوا آسمانی قانون ہی انسانیت کے لیے ذریعہ نجات و سعادت بن سکتا ہے۔ نیز قطعی دلائل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو قانون خالق کا بنایا ہوا ہے۔ وہ کامل و اکمل ہے۔ اور جو مخلوق نے بنایا ہے وہ ناقص اور ابتر ہے۔

اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے طلبہ کو اسلامی شعائر اور اسلامی تہذیب کا پابند بنایا جائے۔ تمام اسلامی حکومتیں جو "کلچر اتاچی" دوسرے ملکوں میں بھیجیں۔ ان کے ذمہ اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا فریضہ ادا کیا جائے۔ مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے سلسلہ وار اسلامی تعلیمات کے سیٹ مرتب کیے جائیں۔ عرب ملکوں میں عربی زبان میں ہوں۔ بقیہ ملکوں کے لیے اس کے تراجم کیے جائیں۔ نیز تمام غیر اسلامی ملکوں میں بھی اسلامی مرکز قائم کرنے چاہئیں جس میں مسجد و کتب خانہ اور ہسپتال اور اسلامی لیکچروں کے لیے "ٹاؤن ہال" قائم کیے جائیں۔ ایک کمیٹی ایسی بنائی جائے جو عربی کی ان اہم کتابوں کے جو اسلامی دعوت کے لیے مفید ہوں دوسری زبانوں میں تراجم کرے۔ اسی طرح دوسری زبانوں کی اہم کتابوں کے عربی زبان میں تراجم ہوں۔ اسلامی دعوت و ارشاد کے لیے مستقل کالج ہوں۔ اور ان میں علوم دینیہ سے فارغ التحصیل طلبہ کو دعوت و ارشاد کے لیے تیار کیا جائے۔ جس شخص کو اسلامی دعوت دینے کے لیے منتخب کیا جائے۔ وہ حسب ذیل صفات کا مالک ہو۔

(الف) اس کا ایمان قوی ہو۔
(ب) اسلامی اخلاق و ملکات سے آراستہ ہو۔
(ج) قرآن کریم اور دین اسلام کے لیے ضروری علوم سے پورا واقف ہو۔
(د) اس ملک کی زبان و عادات و رسومات سے واقف ہو۔ بہترین خطیب ہو تفہیم و افہام کا سلیقہ رکھتا ہو۔
(ھ) اس قوم کے غم و خوشی اور سوشل زندگی میں باقاعدہ حصہ لے۔ وغیرہ وغیرہ

یہ چند اہم قراردادوں کا خلاصہ ہے

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو رب العزت ایک فرشتہ سے منادی کراتے ہیں اے لوگو! اٹھو جو آگ تم نے گناہوں کی جلائی ہے اس پر پانی ڈالو اور اس کو بجھاؤ۔ تو نمازی آدمی تو اٹھ کر وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے لیے گناہوں کی بخشش ہے اور بے نمازی جیسے تھے ویسے ہی رہ جاتے ہیں۔ (حدیث شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی آمد و رفت مسجد میں زیادہ دیکھو ان کے مومن ہونے کی گواہی دو کیونکہ اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ (حدیث شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ (حدیث شریف)

—— بے حیائی پھیلانے والوں کو قرآن کا انتباہ ——

ترجمہ: بیشک جو لوگ یہ بات پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیل جائے ان کے لیے دنیا اور قیامت میں دردناک سزا ہے اور (اس کا وقت) اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

(سورہ نور پارہ ۱۸)

★ اسلامی کیلنڈر ۱۳۹۱ ہجری المقدس ★

ایام	محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاولیٰ	جمادی الثانی
ہفتہ	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۲ ۹ ۱۶ ۲۳ ۳۰	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸
اتوار	۲ ۹ ۱۶ ۲۳ ۳۰	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹
پیر	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۲ ۹ ۱۶ ۲۳
منگل	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۲ ۹ ۱۶ ۲۳	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴
بدھ	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۲ ۹ ۱۶ ۲۳ ۳۰	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵
جمعرات	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶
جمعہ	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۲ ۹ ۱۶ ۲۳	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷

ایام	رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذوالقعدہ	ذوالحجہ
ہفتہ	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶
اتوار	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۲ ۹ ۱۶ ۲۳	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷
پیر	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۲ ۹ ۱۶ ۲۳ ۳۰	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸
منگل	۲ ۹ ۱۶ ۲۳ ۳۰	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹
بدھ	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۲ ۹ ۱۶ ۲۳ ۳۰
جمعرات	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵	۲ ۹ ۱۶ ۲۳	۱ ۸ ۱۵ ۲۲ ۲۹	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴
جمعہ	۵ ۱۲ ۱۹ ۲۶	۳ ۱۰ ۱۷ ۲۴	۲ ۹ ۱۶ ۲۳ ۳۰	۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸	۶ ۱۳ ۲۰ ۲۷	۴ ۱۱ ۱۸ ۲۵

جو قارئین کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ بلا شبہ اگر اس انداز سے یہ خدمت انجام دی جائے تو اسلامی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت کا فریضہ جس کے ادا کرنے میں عرصہ دراز سے امت تقصیر کر رہی ہے۔ خوش اسلوبی سے پورا ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ تمام ممالک اسلامیہ کو اسی انداز سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: مجلسِ ذکر

نہیں۔ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ موسیٰ! تو بھی جا اور ہارون! تو بھی جا۔ تمہیں یہ ایک اسلحہ دیتا دیتا ہوں۔ وہ کون سا ہے؟ وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ○ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿طٰہٰ ۴۲-۴۳﴾ میرے ذکر میں کمی نہ کرنا، دیکھو فرعون کا حشر کیا ہوتا ہے؟ جب تم مجھے یاد رکھو گے تو پھر میری معیت تمہارے ساتھ ہو جائے گی۔ اور جس کے ساتھ میری معیت ہو دنیا کی کوئی طاقت اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی ——— اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿محمد﴾ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے پاؤں کو اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر کی حلاوت نصیب فرمائے اور ذکر اللہ پر مداومت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔

بھیڈیاں کلاں میں مجلسِ ذکر

۲؍اپریل ۱۹۷۱ء بروز جمعہ حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میواتی مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری قدس سرہٗ خطبۂ جمعہ اور بعد نماز جمعہ مجلس ذکر کرائیں گے تمام قصبہ والے اس نورانی مجلس میں شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔

قصور میں مجلسِ ذکر

۲؍اپریل ۱۹۷۱ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میواتی خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری قدس سرہ مجلس ذکر کرائیں گے۔ سب حضرات اس نورانی محفل میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

اپنے سرمائے کو ابدی شکل میں تبدیل کیجئے!

شیخ الاسلام حضرت العلامہ شمس الحق صاحب افغانی مدظلہٗ کا "ارشادِ گرامی"

"آج مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۶۷ء کو میں نے انجمن خدام الدین کے شعبہ ہائے خدمت کا معائنہ کیا ہے اور اس کے ناظم اعلیٰ مولانا احمد عبد الرحمان صاحب صدیقی سے زبانی کوائف بھی معلوم ہوئے اور ان رسائل کو بھی دیکھا جو انجمن مذکور نے احیاء دین کے سلسلے میں شائع کئے ہیں۔ ان سب امور پر نظر رکھتے ہوئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انجمن کے ناظم اعلیٰ اراکین و معاونین میں خدمتِ دین کی ایک خاص تڑپ اور ولولہ موجود ہے۔ اور بحیثیت مجموعی ان میں رضاء الٰہی اور خدمتِ دین کا صحیح جذبہ کار فرما ہے۔ ان کے کام کا پروگرام وسیع ہے۔ طلباء کالج وغیرہ کو درسِ قرآن بھی دیتے ہیں اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الحق صاحب شیخ الحدیث کی ہدایات کے مطابق صحیح راہِ عمل پر گامزن ہیں۔ وسعتِ دائرہ کار کے پیش نظر انجمن مالی اعانت کی محتاج ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس شمع ہدایت کو زندہ رکھنے کی طرف اہل خیر خصوصی توجہ مبذول کر کے اپنے سرمایہ کو ابدی شکل میں تبدیل کر دیں گے میں دعا کرتا ہوں کہ یہ انجمن روز افزوں ترقی کرے۔ آمین

(شمس الحق افغانی)

انجمن خدام الدین نوشہرہ باقاعدہ رجسٹرڈ ہے اور حکومت پاکستان نے انجمن کو دیئے جانے والے عطیات کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ انجمن ہذا اس وقت ایک ہزار کی مقروض ہے اور کئی تعلیمی اصلاحی تبلیغی پروگرام رقم نہ ہونے کی وجہ سے تشنۂ تکمیل ہیں۔ لہٰذا تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ عطیات و زکوٰۃ دونوں طریقوں سے انجمن ہذا کی بھرپور امداد و تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر سے نوازیں۔ ہر سال انجمن کے حسابات باقاعدہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ آڈٹ کرتے ہیں۔

پتہ:۔ مولانا احمد عبد الرحمٰن صدیقی ناظم اعلیٰ انجمن خدام الدین نوشہرہ ضلع پشاور۔

درسِ قرآن پاک

مورخہ ۴؍اپریل بروز اتوار امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری دفتر تحفظ ختم نبوت بیرون دہلی دروازہ بالمقابل شاہ محمد غوث ۹½ بجے صبح درسِ قرآن پاک دیں گے تمام مسلمانوں سے شرکت کی درخواست ہے۔

ناظم دفتر تحفظ ختم نبوت لاہور

مولانا سید منظور احمد شاہ کی رہائی

معروف مبلغ اسلام مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب کہروڑی گذشتہ دنوں جھنگ جیل سے رہا ہو گئے۔ آپ کو ایک قابل اعتراض تقریر کے الزام میں مارشل لاء کے تحت گرفتار کیا گیا تھا۔ چنانچہ مارشل لاء حکام نے مقدمہ کی سماعت کے بعد الزام غلط ثابت ہونے پر باعزت طور پر رہا کر دیا۔ مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب نے جیل کی زندگی میں بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ نے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کیا ہے۔ جنہوں نے مقدمہ کی پیروی کے سلسلہ میں کوشش کی ہے!

جلسے

● مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلویا چک ۳۷۹ ج ب رجسٹرڈ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور کا پانچواں سالانہ جلسہ مورخہ ۹-۱۰ اپریل مطابق ۱۲-۱۳ صفر بروز جمعہ ہفتہ ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں مولانا محمد علی جالندھری، مولانا عبد العزیز اور دیگر مشاہیر علماء شرکت فرما رہے ہیں۔ المشتہر: سید محمود جاوید حسین ترمذی مہتمم مدرسہ

● مدرسہ تعلیم القرآن جبال ضلع سیالکوٹ براستہ نارووال کا عظیم الشان تبلیغی جلسہ ۳، ۴ اپریل ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ۔ اتوار مطابق ۶، ۷ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں بڑے بڑے علمائے کرام تشریف لا رہے ہیں۔ تمام حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ جلسہ میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ الداعی الی الخیر۔ محمد صادق مدرس